100 مختصر فتاویٰ

(حصہ 1)

از
حافظ
محمد حق نواز مدنی عُفِیَ عنہ

نظر ثانی
ابو احمد
مفتی انس رضا قادری مدنی دامت برکاتہم

CTIT Designers

(9) حرام لقمہ کھانے سے چالیس دن تک عبادت کا قبول نہ ہونا
طہارت
(10) حلال جانور کے پیشاب کی چھینٹیں جسم کپڑے پر پڑ جائیں تو حکم
(11) ریح خارج ہونے سے استنجاء کرنے کا حکم
(12) مستعمل پانی سے استنجاء کرنا، نجاست دھونا
(13) ستر دیکھنے، چھونے اور عورت کو چھونے سے وضو
(14) دوپٹہ سر سے اتر جائے تو وضو ٹوٹنے کا حکم
(15) بیٹھے بیٹھے سونے سے وضو کب ٹوٹتا ہے
(16) نماز کا وقت تنگ ہو تو وضو و غسل کا حکم

(17) ایکسیڈنٹ میں سر زخمی ہو جائے تو غسل کیسے کریں
(18) کیا معذور شرعی قضاء نماز یا جنازہ کے الگ وضو کرے گا
نماز کا بیان
(19) مہروں کے درد کے سبب بیٹھ کر نماز پڑھنا
(20) نماز میں خارش کرنا
(21) سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم کی جگہ سلام علیکم کہنا
(22) قراءت کے دوران ایک دو آیتیں چھوڑنے سے نماز کا حکم
(23) کعبہ کے اندر نمازی کا رخ کدھر ہو
(24) شدتِ ریح کے وقت نماز پڑھنا
(25) نماز کے دوران موبائل فون کی بل بجے تو شرعی حکم

(26) نماز میں ناک،منہ، پیشانی اور داڑھی چھپانا
(27) نمازی کے سامنے تصویر والا فلیکس
(28) پٹرول، آئل و ڈیزل والے کپڑوں میں نماز پڑھنا
(29) نماز کے دوران زلزلہ ہو جائے تو شرعی حکم
لقمہ کا بیان
(30) جہری نماز میں سری قراءت کرنے پر امام کو لقمہ دینا
جماعت و امامت کا بیان
(31) مغرب کی اذان کے کتنی دیر بعد جماعت قائم کی جائے
(32) دوسری جماعت کے لیے اقامت کا شرعی حکم
(33) جسکا ایک بازو نہ ہو اسکا امام بنانا

(34) مقتدی سے واجب چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کا حکم
مسافر کا بیان
(38) امام شرعی سفر طے کر کے فقط آٹھ دن کی نیت سے جائے امامت پر آئے تو نمازوں کا حکم
(39) اسلام آباد گاؤں کا رہائشی سفر کے بعد واپسی شہر پہنچنے پر مسافر ہو گا یا مقیم
(40) سفر کے دوران سنت مؤکدہ کا حکم
جنازہ کا بیان
(41) جنبی مر جائے تو کتنے غسل دیں گے
(42) ایک بھائی جنازہ پڑھ لے تو دیگر بھائی دوبارہ نہیں پڑھ سکتے

روزہ کا بیان

زکوۃ وعشر

وقف کا بیان

قسم کا بیان

منت کا بیان

نکاح کا بیان

خریدوفروخت

(66) پانچ سال بعد والے ریٹ پر بذریعہ قسط گاڑی خریدنا

(67) ڈاکٹر کا اسقاط حمل والی دوائیں بیچنا

(68) قرعہ اندازی کر کے کاروبار کرنا، جوئے کی ایک صورت

(69)دکاندار کا مختلف کسٹمر کی مرغیوں کے پنجے جمع کر کے بیچنا

اجارہ کا بیان

(70) سکول والوں کا ایڈوانس فیس لے کر واپس نہ کرنا

(71) فیس دے کر مقالہ، اسائنمنٹ، ہوم ورک لکھوانا

(72) ڈیوٹی کے دوران نوافل پڑھنا

ہبہ کا بیان

(73) کیا شوہر، عورت کا زیور وغیرہ استعمال کر سکتا ہے

حلال وحرام

(94) کم خریداری پر زیادہ کا بل بنوانا
(95)مسجد میں داخل ہوتے وقت لوگوں کو سلام کرنا
(96)منبر کے بغیر خطبہ
(97) نوکری کے لیے سفارش کرنا کرانا
(98)نوکری کے لیے داڑھی منڈوانا
(99)کسی کے مرنے پر کہنا کہ فلاں اللہ کو پیارا ہو گیا
(100)منبر کی کتنی سیڑھیاں ہونی چاہییں

اللہ عزوجل کو اللہ میاں کہنا کیسا

سوال: مفتی صاحب اللہ عزوجل کو "اللہ میاں" کہنا کیسا؟ (سائل: ذوالکفل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اللہ عزوجل کے لیے میاں کا لفظ استعمال کرنا درست نہیں، کیونکہ اسکا ایک معنی شوہر بھی ہے جبکہ اس معنی کا اطلاق اللہ تعالی کی ذات پر درست نہیں۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں : أن مجرد إيهام المعنى المحال كاف في المنع عن التلفظ بهذا الكلام " یعنی محالِ قطعی والے معنی کا تلفظ کرنے کے منع ہونے میں محض وہم ہی کافی ہے۔ [الدر المختار وحاشية ابن عابدين ، كتاب الحظر والإباحة]

ملفوظات اعلی حضرت میں ہے: "جب لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہو گا "(الملفوظ، حصہ 1، ص116)

فتاوی شارح بخاری میں ہے: اللہ عزوجل کو میاں کہنا منع ہے، وجہ یہ ہے کہ میاں کے تین معنی ہیں: مالک، شوہر، زنا کا دلال۔ اور جس لفظ کے چند معنی ہوں اور کچھ معنی خبیث ہوں اور وہ لفظ شرع میں وارد نہ ہو تو اس کا اطلاق اللہ عزوجل پر منع ہے۔ (فتاوی شارح بخاری، ج1، ص137)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

21رجب المرجب 1444ھ 13فروری 2023ء

جمعہ کے بعد صلوۃ سلام میں لاڈلے اور پیارے رسول کہنا

سوال: مفتی صاحب جمعہ کے بعد سلام پڑتے ہیں اس میں ایک مصرع پڑھا جاتا ہے " اے خدا کے لاڈلے پیارے رسول " یہ پڑھنا کیسا؟ (سائل: طاہر عطاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سوال میں بیان کیا گیا شعر نہیں پڑھنا چاہیے کیونکہ اردو لغت فرہنگ آصفیہ، فیروز اللغات وغیرہ میں " لاڈلے " کا معنی پیارا، عزیز، محبوب اور وہ بچہ جو ماں باپ کی محبت سے آوارہ و بدراہ ہو جائے۔اب پہلے چند معانی کے اعتبار سے تو اس مقام پر لفظ "لاڈلے "کا استعمال درست بنتا ہے لیکن چونکہ اس لفظ کا ایک معنی ایسا بھی ہے جو اس مقام کے لائق نہیں لھذا اس شعر کو نہ پڑھا جائے۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں : " أن مجرد إيهام المعنى المحال كاف في المنع عن التلفظ بهذا الكلام "یعنی محالِ قطعی والے معنی کا تلفظ کرنے کے منع ہونے میں محض وہم ہی کافی ہے۔[الدر المختار وحاشية ابن عابدين ، كتاب الحظر والإباحة ، 6/395]

ملفوظات اعلی حضرت میں ہے: "جب لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہو گا "(الملفوظ، حصہ 1، ص116)

فتاوی شارح بخاری میں اس شعر کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے مفتی صاحب فرماتے ہیں : "اس کا ایک معنی ایسا ہے کہ جس کی اضافت اللہ عزوجل کی طرف، اور اسکی اسناد حضور علیہ السلام کی طرف کفر ہے،اس لیے اس شعر کو ہرگز پڑھنا نہیں چاہیے۔ (فتاوی شارح بخاری،ج1،ص239،)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

12رجب المرجب 1444ھ12فروری 2023ء

جب بھی اسم رحیم پڑھتا ہوں سوچتا ہوں عذاب دھوکہ ہے

سوال: مفتی صاحب کیا یہ شعر "جب بھی اسمِ رحیم پڑھتا ہوں" "سوچتا ہوں عذاب دھوکہ ہے" درست ہے یا نہیں؟

(سائل: عبد الحفیظ عطاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یہ شعر پڑھنا قطعا جائز نہیں، بلکہ اگر بندہ واقعی آخرت کے عذاب کا انکار کرے اور اسے محض ایک دھوکہ ہی سمجھے تو دائرہ اسلام سے ہی خارج ہو جائے گا کہ مجرموں کے لیے اللہ تعالی کا عذاب حق ہے، قرآن پاک میں سینکڑوں مقامات پر عذاب آخرت کی صراحت ہے، چنانچہ متعدد مقامات پر اللہ تعالی نے مجرموں، کافروں، ظالموں و نافرمان لوگوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ولھم عذاب الیم ، ولھم عذاب عظیم ، ولھم عذاب مھین ،عذاب مقیم ،عذاب شدید ، عذاب غلیظ ، عذاب النار ، عذاب الحریق ، عذاب السعیر(القرآن)

بہار شریعت میں ہے: جنت و دوزخ حق ہیں، اُن کا انکار کرنے والا کافر ہے.. قیامت و بعث و حشر و حساب و ثواب و عذاب و جنت و دوزخ سب کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں، جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے مگر ان کے نئے معنی گھڑے (مثلاً ثواب کے معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا، یا حشر فقط روحوں کا ہونا)، وہ حقیقۃً ان چیزوں کا منکر ہے اور ایسا شخص کافر ہے۔(بہار شریعت)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

29 رجب المرجب 1444ھ 21 فروری 2023ء

کیا حضور علیہ السلام پر جادو ہوا اور کیا اسکا اثر ہوا؟

سوال: کیا حضور علیہ السلام پر جادو ہوا تھا، انبیاء کرام علیہم السلام پر جادو کا اثر ہو سکتا ہے؟ (محمد طاہر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

روایات سے ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام پر جادو ہوا تھا، ایک یہودی لبید بن اُعصم نے آپ علیہ السلام پر جادو کیا، جسکی وجہ سے آپ علیہ السلام کے ظاہری جسم مبارک پر جادو کا اثر ہوا اور آپ علیہ السلام بیمار ہوئے البتہ حضور علیہ السلام کے باطن دل، عقل اور اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا۔

متعدد معتبر تفاسیر میں سورہ فلق اور الناس کا شان نزول یہ بیان کیا گیا کہ جب لبید بن اعصم یہودی نے آپ علیہ السلام پر جادو کیا، آپ علیہ السلام جادو کے اثر سے بیمار ہوئے، چند دنوں بعد حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور انہوں نے عرض کی: ایک یہودی نے آپ علیہ السلام پر جادو کیا ہے اور جادو کا سامان فلاں کنوئیں میں ایک پتھر کے نیچے دبایا ہوا ہے۔ آپ علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو بھیجا، آپ نے سامان لا کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں، ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں، پانچ سورۂ فلق میں اور چھ سورۂ ناس میں، ہر ایک آیت کے پڑھنے کے ساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں اور آپ علیہ السلام بالکل تندرست ہو گئے۔ (ملخص از تفسیر خازن، مدارک، جلالین)

صراط الجنان میں ہے: "نبی کے جسم پر جادو کا اثر ہو سکتا ہے، جیسے تلوار، تیر اور نیزہ کا، یہ اثر شانِ نبوت کے خلاف نہیں ہاں ایسا اثر نہیں ہو سکتا کہ جس سے نبوت کے متعلقہ اُمور میں خَلل آئے۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

20رجب المرجب 1444ء12فروری2023ھ

Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No: +923471992267

غیر مسلم کے مرنے پر افسوس

سوال: مفتی صاحب غیر مسلم کے مرنے پر اُسکے عزیز سے افسوس کر سکتے ہیں؟ (سائل: قاری محمد ایوب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

غیر مسلم کے مرنے پر افسوس کا اظہار کرنا جائز نہیں۔ اور اسکے لیے مرحوم، مغفور، RIP وغیرہ تعزیتی کلمات کہنا ناجائز و حرام بلکہ بعض صورتوں میں کفر بھی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ عزوجل نے حضرت شعیب علیہ السلام اور اُنکی مرنے والی کافر قوم کے متعلق ارشاد فرمایا: "فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ فَكَیْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ" ترجمہ: تو شعیب نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا، اے میری قوم! بیشک میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی تو کافر قوم پر میں کیسے غم کروں؟ (القرآن، سورۃ اعراف، 93)

اس آیت کے تحت تفسیر مدارک التنزیل میں ہے: "فقال کیف یشتد حزني علی قوم لیسوا بأھل للحزن علیھم لکفرھم واستحقاقھم ما نزل بھم" یعنی شعیب علیہ السلام نے کہا کیسے میں ایسی قوم پر غم کروں جو اپنے کفر اور نازل شدہ عذاب کی حقدار ہونے کے باعث غم کے لائق ہی نہیں۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

6 رجب المرجب 1444ء 29جنوری 2023ھ

تیرے ہاتھ میں شفاء ہے

سوال: مفتی صاحب اس شعر کی وضاحت فرمادیں (یہ مریض مر رہا ہے تیرے ہاتھ میں شفاء ہے۔ اے طبیب جلد آنا مدنی مدینے والے) کیونکہ شفاء تو اللہ پاک دیتا ہے؟ (سائل: میاں ثقلین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یہ شعر پڑھنا درست ہے، بیشک حقیقتاً شفاء اللہ تبارک وتعالی ہی دیتا ہے، لیکن مذکورہ شعر میں اس کہ نفی نہیں بلکہ اس شعر میں مجازا شفاء کی نسبت حضور علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے کیونکہ آپ علیہ السلام اس شفاء کے سبب ووسیلہ ہیں اور مجازاًیوں کسی سبب سے غیر اللہ کی طرف شفاء دینے کی نسبت کرنا بالکل جائز ہے، جیسے عیسی علیہ السلام نے فرمایا تھا میں شفاء دیتا ہوں، چنانچہ قرآن پاک میں ہے: وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِۚ- اور میں پیدائشی اندھوں کو اور کوڑھ کے مریضوں کو شفادیتا ہوں۔

صراط الجنان میں ہے: معلوم ہوا، اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو اختیارات عطا فرماتا ہے۔ محبوبانِ خدا لوگوں کی حاجت روائی پر قدرت رکھتے ہیں اور ان کی مشکل کشائی فرماتے ہیں۔ محبوبانِ خدا عام عادت سے ہٹ کر مشکل کشائی کرتے ہیں۔ محبوبانِ خدا شفا بھی بخشتے ہیں۔ شِفا دینے، مشکلات دور کرنے وغیرہ کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کیلئے استعمال کرنا شرک نہیں لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ حضور علیہ السلام مشکل کشا اور دافعُ البلاء ہیں۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

21رجب المرجب 1444ء13فروری 2023ھ

بعض روایات میں اللہ تعالی کے حیاء فرمانے سے مراد

سوال: بعض روایات میں اللہ تعالی کے لیے حیاء فرمانے کے لفظ کا استعمال ہوا ہے، اس کا کیا معنی ہے (محمد توقیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ایسی روایات میں ان الفاظ کے ظاہری معنی مراد نہیں ہوتے بلکہ ان الفاظ کا نتیجہ مراد ہوتا ہے یعنی اللہ تعالی ایسا نہیں کرتا جیسے مذکورہ روایت میں حیاء فرمانے سے مراد ہے کہ اللہ بندے کی دعا رد نہیں فرماتا۔ سنن ابو داؤد شریف اور مشکاۃ المصابیح میں ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن ربكم تبارك و تعالى حيي كريم ، يستحيي من عبده إذا رفع يديه إليه ، أن يردهما صفرا یعنی رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا رب حیاء والا ہے کرم والا ہے اس سے حیاء فرماتا ہے کہ بندہ اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے وہ انہیں خالی لوٹا دے۔[أبو داود ، سنن أبي داود ، باب الدعاء ، ٧٨/٢]

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اس روایت کے تحت فرماتے ہیں: وفسر في حق الله بما هو الغرض والغاية وغرض الحيي من الشيء تركه ، والإباء منه یعنی اللہ تعالی کے حق میں حیاء سے مراد اسکا نتیجہ و غرض ہے، اور کسی چیز سے حیاء کا مقصود و غرض اس چیز کو ترک کرنا، اس سے رکنا ہے (یعنی یہاں پر حیاء سے مراد اللہ اسکی دعا رد نہیں کرتا۔[مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ، کتاب الدعوات ، ١٥٣٣/٤]

مراۃ المناجیح میں ہے: رب تعالی حیاء شرم وغیرہ کے ظاہری معنی سے پاک ہے اس کے لیے ان چیزوں کا نتیجہ مراد ہوتا ہے یعنی للہ تعالی ایسا کرتا نہیں کہ بندے کے پھیلے ہوئے ہاتھوں کو خالی پھیرے اس کے معنے ہم عرض کر چکے ہیں کہ للہ تعالی مانگنے والے کو ضرور دیتا ہے خواہ اس طرح کہ اس کی مراد پوری کردے یا اس طرح کہ اس کی کوئی آفت ٹال دے یا اس طرح کہ درجات بلند کردے۔ (مراۃ المناجیح، کتاب الدعوات)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

2شعبان المعظم 1444ء 23 فروری 2023ھ

کیا جوانی کا سجدہ بڑھاپے کے سجدے سے افضل ہے؟

سوال: مفتی صاحب کیا جوانی کا ایک سجدہ بڑھاپے کے ایک لاکھ سجدوں سے افضل ہے؟ ایسی کوئی روایت ہے جس میں جوانی کے سجدے کی بڑھاپے کے سجدے پر فضیلت ہو؟ (سائل: ریاض رضوی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کُتب احادیث میں ان الفاظ کے ساتھ کوئی حدیث نظر سے نہیں گزری البتہ احادیث مبارکہ میں جوانی میں عبادت کرنے والے نوجوان کی فضیلت بیان ہوئی ہے، کیونکہ جوانی کے عالم میں عبادت نفس پر بھاری ہوتی ہے، تو اس اعتبار سے جوانی کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات افراد وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں رکھے گا جب اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا، اُن میں سے ایک: " وشاب نشأ في عبادة ربه "یعنی وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی گزارے۔

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :" لأن العبادة في الشباب أشد وأشق لكثرة الدواعي وغلبة الشهوات ، وقوة البواعث على اتباع الهوى "یعنی جوانی میں، نفسانی خواہشات کی پیروی پر کثرت سے ابھارنے والی چیزوں اور شہوت کے غلبہ کے باعث، جوانی میں عبادت نفس پر زیادہ گراں و مشقت والی ہوتی ہے۔[عمدة القاری ،کتاب مواقیت الصلاۃ]

مراۃ المناجیح میں ہے:"یعنی جوانی میں گناہوں سے بچے اور رب کو یاد رکھے، جوانی میں اعضاء قوی ، نفس گناہوں کی طرف مائل ہوتا ہے، اس لئے اس زمانہ کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہے

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

6 رجب المرجب 1444ھ 29جنوری 2023ء

کیا حرام لقمہ کھانے سے چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی؟

سوال: مفتی صاحب کیا حرام لقمہ کھانے سے چالیس دن کی نمازیں نہیں قبول ہوتیں؟ (ریحان قادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جی ایسی روایت موجود ہے، چنانچہ کنز العمال شریف میں ہے: من أكل لقمة من حرام لم تقبل له صلاة أربعين ليلة "یعنی جس نے حرام لقمہ کھایا چالیس دن تک اُسکی نماز قبول نہیں کی جاتی۔

[کنز العمال ، کتاب البیوع ، الباب الأول فی الکسب ، 4/15]

اور اس سے مراد یہ کہ کہ بندے کے ذمے سے فرض تو ساقط ہو جائے گا لیکن نماز قبول نہ ہو گی، بندے کو عبادت کی لذت اور اللہ تعالی کے نزدیک کوئی مقام و مرتبہ حاصل نہ ہو گا۔ ایسی ایک روایت کے متعلق ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: أي لم يجد لذة المناجاة التي هي مخ العبادات ولا الحضور الذي هو روحها فلم يقع عند الله بمكان وإن سقط مطالبة فرض الوقت یعنی وہ رب تعالیٰ سے مناجات کی لذت نہیں پاتا جو کہ عبادت کا مغز ہے، اور خداوندِ قدوس کی بارگاہ میں حضوری جو کہ عبادت کی روح ہے وہ بھی نہیں پاتا، پس اللہ کے ہاں اسکو کوئی مقام و مرتبہ نہیں حاصل ہوتا اگرچہ وقتی فرض کا مطالبہ اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے (مرقاۃ المفاتیح شرح مشكاة المصابيح]

مراۃ المناجیح میں ہے: مطلب یہ ہے کہ جو شخص شراب پی لے اور توبہ نہ کرے تو چالیس دن تک اس کی عبادت میں لذت حضور قلبی میسر نہ ہو گا جس کی وجہ سے وہ عبادات اگرچہ ادا تو ہو جائیں گی مگر قبول نہ ہوں گی۔۔ بعض روایات میں ہے کہ جو شراب پیئے گا اس کے سینہ سے نورِ ایمانی نکل جائے گا

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

27 رجب المرجب 1444ء 19 فروری 2023ھ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

جانور کے پیشاب کی چھینٹیں جسم، کپڑوں پر لگ جائیں تو؟

سوال: حلال جانور کے پیشاب کی باریک چھینٹیں کپڑوں پر لگیں تو کیا حکم ہے۔ (سائل: ظہور الہی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حلال جانور کا پیشاب بھی ناپاک ہے، جسم یا کپڑوں پر لگ جائے تو وہ جگہ ناپاک ہو جائے گی۔ اور حتی الامکان پیشاب کی چھینٹوں سے بچنا چاہیے کیونکہ حدیث مبارکہ میں نہ بچنے پر عذاب قبر کی وعید آئی ہے، البتہ اتنی باریک چھینٹیں جن سے کپڑوں وبدن کو بچانا مشکل ہو وہ معاف ہیں اور ان کے پڑ جانے سے کپڑا وبدن پاک ہی رہیں گے۔

بخاری شریف میں ہے: مر النبي صلى الله عليه وسلم بقبرين ، فقال: إنهما ليعذبان ، وما يعذبان في كبير ، أما أحدهما فكان لا يستتر من البول ، وأما الآخر فكان يمشي بالنميمة» ثم أخذ جريدة رطبة ، فشقها نصفين ، فغرز في كل قبر واحدة ، قالوا: يا رسول الله ، لم فعلت هذا ؟ قال:لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو قبروں پر گزر فرمایا تو یہ فرمایا: کہ ان دونوں کو عذاب ہوتا ہے اور کسی بڑی بات میں (جس سے بچنا دشوار ہو) مُعذَّب نہیں ہیں ان میں سے ایک پیشاب کی چھینٹ سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا، پھر حضور نے کھجور کی ایک تر شاخ لے کر اس کے دو حصے کیے، ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا نصب فرما دیا۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کیوں کیا؟ فرمایا: اس امید پر کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں ان پر عذاب میں تخفیف ہو۔(الصحیح البخاري ، كتاب الوضوء ، باب ما جاء فی غسل البول)

بحر الرائق، تبیین اور فتاوی ہندیہ میں ہے: البول المنتضح قدر رءوس الإبر معفو للضرورة یعنی سوئی کے سر برابر پیشاب کی باریک چھینٹیں ضرورت کے پیش نظر معاف ہیں۔(الفتاوی الهندية ،كتاب الطهارة)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

25رجب المرجب 1444ھ 17فروری 2023ء

ریح خارج ہونے سے استنجاء کرنے کا حکم

سوال: اگر ہوا خارج ہو جائے تو کیا وضو کرنے سے پہلے استنجاء کرنا بھی لازم ہے؟ (سائل: قیصر علی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

فقط ریح نکلنے سے استنجاء کرنا لازمی نہیں کیونکہ استنجاء سے مراد پاخانہ، پیشاب کے راستے سے نکلنے والی ناپاکی کو جسم سے دور کرنا ہے جبکہ ریح نہ تو خود ناپاک ہے نہ اس سے جسم ناپاک ہوتا ہے، بلکہ فقہائے کرام نے تو ریح کے سبب استنجاء کرنے کے متعلق بدعت کا قول کیا ہے۔

چنانچہ درِ مختار میں ہے: إزالة نجس عن سبيل فلا يسن من ريح وحصاة ونوم وفصد یعنی سبیلین سے نجاست کو دور کرنے کا نام استنجاء ہے لہذا ہوا خارج ہونے، کنکری نکلنے، سو کر اٹھنے اور پچھنے لگوانے کے بعد استنجاء کرنا مسنون نہیں۔ (فلا يسن من ريح) کے تحت رد المحتار میں ہے: لأن عينها طاهرة ، وإنما نقضت لانبعاثها عن موضع النجاسة ، ولأن بخروج الريح لا يكون على السبيل شيء فلا يسن منه بل هو بدعة كما في المجتبى یعنی ریح کے نکلنے سے استنجاء سنت اسلیے نہیں کہ ریح پاک ہے، اور اس سے وضو اسلیے ٹوٹتا ہے کہ وہ موضع نجاست سے اٹھتی ہے، اور اسلیے بھی استنجاء سنت نہیں کہ اس کے نکلنے سے راستہ (مخرج نجاست) پر کوئی نجاست وغیرہ نہیں لگتی، پس اس سے استنجاء سنت نہیں، بلکہ بدعت ہے جیسا کہ مجتبی میں ہے [الدر المختار وحاشية ابن عابدين ، كتاب الصلاة ، ۳۳۵/۱]

فتاوی نوریہ میں ہے: "ہوا سے جسم آلودہ نہیں ہوتا لہذا استنجاء کی ضرورت نہیں اور شلوار دھونی بھی ضروری نہیں۔" (فتاوی نوریہ، ج 01، ص 125-124، دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

15 رجب المرجب 1444ھ 07 فروری 2023ء

مستعمل پانی سے نجاست حقیقی دھونا

سوال: مفتی صاحب کیا پانی مستعمل ہو جائے تو اس سے استنجاء کر سکتے ہیں؟ (سائل: شاکر حسین عطاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مستعمل پانی سے استنجاء کر سکتے ہیں کیونکہ مستعمل پانی سے نجاست حقیقی دور کی جا سکتی ہے، البتہ اس سے نجاست حکمی نہیں دور ہو سکتی یعنی یہ وضو و غسل کے قابل نہیں۔

در مختار مع رد المحتار میں ہے: (وحکمه أنه (لیس بطهور) لحدث بل لخبث علی الراجح المعتمد.....أی نجاسة حقیقیة، فإنه یجوز إزالتها بغیر الماء المطلق من المائعات یعنی مستعمل پانی کا حکم یہ ہے کہ وہ حدث (یعنی نجاست حکمیہ) کے لیے مطہِر نہیں بلکہ راجح و معتمد قول کے مطابق وہ خبث یعنی نجاست حقیقیہ کے لیے مطہِر ہے، کیونکہ نجاست حقیقیہ کو مطلق پانی کے علاوہ دیگر مائع چیزوں سے بھی زائل کر سکتے ہیں۔

[الدر المختار وحاشیة ابن عابدین (رد المحتار) کتاب الطهارت، باب المیاه، 1/201]

فتاوی رضویہ میں مستعمل پانی کے متعلق ہے: خود پاک ہے اور نجاست حکمیہ سے تطہیر نہیں کر سکتا اگرچہ نجاست حقیقیہ اس سے دھو سکتے ہیں یہی قول نجیح و ربیح ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد 2، صفحہ، 114 رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

07 شعبان المعظم 1444ء 28 فروری 2023ھ

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

AL RAZA QURAN- -FIQH ACADEMY

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

کیا ستر دیکھنے چھونے یا عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹتا ہے؟

سوال: کیا اپنا نفس (ستر) دیکھنے، چھونے، کسی عورت کو چھونے یا کسی دوسرے مرد یا عورت کو بغیر کپڑوں کے دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ (سائل: محمد حرمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اپنے یا کسی اور کے پورے جسم یا جسم کے کسی بھی حصے کو فقط دیکھنے یا چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا، چاہے درمیان میں کپڑا حائل ہو یہ نہ، مرد ہو یا عورت، البتہ مباشرت فاحشہ یعنی مرد اپنا عضو حالت انتشار میں بغیر کسی چیز کے حائل، عورت یا مرد کی شرمگاہ سے ملائے یا عورت عورت باہم ملائیں تو وضو ٹوٹ جائے گا، نیز اگر دیکھنے، چھونے یا خیال کے سبب عضو سے مذی نکلی تو وضو ٹوٹ جائے گا اور انزال ہوا تو غسل فرض ہو جائے گا، اور یہ بھی یاد رہے کہ بلا عذر شرعی کسی اجنبی کے اعضاء ستر کو دیکھنا یا دکھانا بھی جائز نہیں۔ بہار شریعت میں ہے: "عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا اور ستر کھلنے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وُضو جاتا رہتا ہے محض بے اصل بات ہے۔ ہاں وُضو کے آداب سے ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا ہو بلکہ استنجے کے بعد فوراً ہی چھپا لینا چاہیئے کہ بغیر ضرورت ستر کھلا رہنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔" (ماخوز از بہار شریعت، جلد 1، حصہ دوم)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

17جمادی الاخری 1444ء/10جنوری 2023ھ

فقہی مسائل گروپ

کیا عورت کا دوپٹہ اُتر جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال: مفتی صاحب کنگی وغیرہ کرنے کے لیے بعض اوقات سر سے دوپٹہ اتارنا پڑتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ (سائل: ام حیدر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یہ بات محض عوام میں مشہور ہے، شرعاً دوپٹہ اتارنے یا اترنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، کیونکہ فقہائے کرام نے عورت کے سر سے دوپٹہ اتر جانے اور بالوں کے ظاہر ہونے کو نواقض وضو یعنی وضو توڑنے والی چیزوں میں شمار نہیں کیا بلکہ فقہائے کرام نے تو صراحت فرمائی ہے کہ اگر آدمی کا ستر ظاہر ہو جائے یا وہ خود ظاہر کرے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، لہذا عورت کا سر کھل جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

بہار شریعت میں مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا اور ستر کھلنے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وُضو جاتا رہتا ہے محض بے اصل بات ہے۔

(بہار شریعت، وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان، جلد 1، حصہ 2، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کتبـــــــــہ
ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی
07 شعبان المعظم 1444ھ 28 فروری 2023ء

کیا قرآن پڑھتے ہوئے آنکھ لگنے سے وضو ٹوٹے گا؟

سوال: قرآن پاک پڑھتے پڑھتے آنکھ لگ جائے تو کیا وضو ٹوٹ جاے گا؟ (عبداللہ غازی)

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

محض بیٹھے بیٹھے اُونگھنے یا مطلقا سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ بیٹھ کر سو جانے سے اگر کوئی ایسے غافل ہو کر سو جائے جس میں سُرین زمین سے اُٹھ جائے اور جسم کے اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں تو وضو ٹوٹ جائے گا چنانچہ فتاوی ہندیہ میں سونے کی مختلف صورتوں کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا: ولا ينقض نوم القائم والقاعد ولو في السرج أو المحمل ولا الراكع ولا الساجد مطلقا إن كان في الصلاة وإن كان خارجها فكذلك "یعنی کھڑے کھڑے یا بیٹھ کر سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ زین یا محمل پر بیٹھے، مطلقا رکوع اور سجدہ کی حالت میں سونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا اگر نماز میں ہو تو، اور اگر خارج نماز میں ہے تو بھی ایسے سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا (بشرطیکہ سجدہ میں ہیئت مسنونہ ہو) (فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارات)

فتاوی رضویہ میں ہے: "اول یہ کہ دونوں سرین اس وقت خوب جمے نہ ہوں. دوسرے یہ کہ ایسی ہیأت پر سویا ہو جو غافل ہو کر نیند آنے کو مانع نہ ہو۔ جب یہ دونوں شرطیں جمع ہوں گی تو سونے سے وضو جائیگا اور ایک بھی کم ہے تو نہیں" (فتاوی رضویہ، جلد 1، صفحہ 487، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

والله اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی الله علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

13 جمادی الاخری 1444ھ/6 جنوری 2023ء

وضو یا غسل کرنے کی صورت میں نماز کا وقت نکل جانے کا خوف ہو تو حکم شرعی کیا ہے؟

سوال: مفتی صاحب اگر نماز کا وقت بہت تھوڑا رہ گیا، معلوم ہو کہ وضو یا غسل کریں گے تو نماز کا وقت نکل جائے گا، ایسی حالت میں بے وضو یا بے غسل نماز پڑھ سکتے ہیں یا کوئی اور حکم ہے؟ (سائل: سلطان محمود غفوری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں مذکورہ شخص تیمم کرکے وقت پر نماز پڑھے پھر بعد میں وضو یا غسل کرکے دوبارہ نماز پڑھے۔ نیز یہاں وضو اور غسل سے مراد فقط وضو و غسل کے فرض ہیں کہ نہ کہ سنت مستحبات وغیرہ، یونہی صابن وغیرہ اہتمام کے ساتھ غسل کرنا یہاں مراد نہیں، یعنی فقط کلی کرنے، ناک میں پانی ڈالنے اور ایک مرتبہ پورے جسم پر پانی بہانے کے بعد فرض نماز کا بھی وقت نہ ہو تب تیمم کی گنجائش ہے، اور جب معلوم ہو کہ بغیر اہتمام کے جلدی جلدی فرض غسل کرکے فرض نماز پوری ہو سکتی ہے تو اب لازم ہے کہ بغیر صابن وغیرہ کے غسل کرکے نماز پڑھے ورنہ گنہگار ہوگا۔

درمختار میں ہے: (لا) يتيمم (لفوت جمعة ووقت) ولو وترا لفواتها إلى بدل، وقيل يتيمم لفوات الوقت. قال الحلبي: فالأحوط أن يتيمم ويصلي ثم يعيده یعنی جمعہ یا وقتی نماز کے فوت ہونے کے خوف سے تیمم نہ کرے، اگرچہ وتر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ اگر یہ فوت ہو جائیں تو ان کا بدل موجود ہے اور کہا گیا ہے کہ وقتی نماز کے فوت ہونے کے خوف سے بھی تیمم کیا جائے گا، اور امام حلبی نے فرمایا کہ احتیاط اسی میں ہے کہ تیمم کرکے نماز پڑھے پھر اعادہ کرے۔ (کتاب الصلاۃ، باب التیمم)

اس عبارت کے تحت علامہ شامی، علامی برہان حلبی کی شرح منیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں: حاصله: ولعل هذا من هؤلاء المشايخ اختيار لقول زفر لقوة دليله، وهو أن التيمم إنما شرع للحاجة إلى أداء الصلاة في الوقت فيتيمم عند خوف فوته یعنی ماحاصل یہ ہے کہ مشائخ کرام نے امام زفر کی دلیل کے قوی ہونے کی وجہ سے اختیار فرمایا، اور وہ دلیل یہ کہ تیمم کو حاجت کے پیش نظر وقت میں نماز ادا کرنے کے لیے مشروع کیا گیا، پس نماز فوت ہونے کے خوف سے تیمم کیا جائے گا۔

بہار شریعت میں ہے: وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ وُضو یا غُسل کرے گا تو نماز قضا ہو جائے گی تو چاہیے کہ تیمم کرکے نماز پڑھ لے پھر وُضو یا غُسل کرکے اعادہ کرنا لازم ہے۔ (بہار شریعت، تیمم کے مسائل، جلد 1، حصہ 2، مکتبۃ المدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

06 شعبان المعظم 1444ھ 27 فروری 2023ء

ایکسیڈنٹ میں سر زخمی ہو جائے تو غسل کیسے کریں گے؟

سوال: ایکسیڈنٹ میں سر پر چوٹ لگی، اب غسل میں سر دھونا لازمی ہے یا معافی ہے؟ (شہریار قادری)

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

مذکورہ صورت میں اگر ایکسیڈنٹ کے سبب آپ کا سر ایسا زخمی ہو گیا کہ سر دھونے سے نقصان ہو گا تو غسل میں آپ سر کا مسح کر لیں باقی جسم دھو لیں۔ المبسوط میں ہے: فإن كانت الجراحات في رأسه قال يغسل جسده ويدع رأسه ويمسح على الجراحات بالماء یعنی اگر جنبی آدمی کے سر پر زخم ہوں تو وہ جسم دھوئے اور سر دھونے کو چھوڑ دے اور زخموں پر پانی سے مسح کرے۔[الأصل المعروف بالمبسوط للشيباني ،كتاب الصلاة]

بحر الرائق میں ہے: وإن كان أكثر أعضائه صحيحا بأن كانت الجراحة على رأسه وسائر جسده صحيح ، فإنه يدع الرأس ويغسل سائر الأعضاء "یعنی اگر غسل کرنے والے شخص کے اکثر اعضاء صحیح ہوں اس طرح کہ اس کے سر پر زخم ہوں باقی سارا جسم صحیح ہو تو وہ سر دھونے کو چھوڑ دے اور باقی اعضاء کو دھوئے۔

[البحر الرائق شرح كنز الدقائق ،كتاب الطهارة ،باب التيمم ، ١٧١/١]

فتاوی رضویہ جلد 1 میں ہے : "اگر اسے صرف سر دھونا مضر ہو تو سر کا مسح کرے اور باقی بدن دھوئے

والله اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

2 شعبان المعظم 1444ھ 23فروری2023ء

کیا شرعی معذور وقتی فرض نماز کے وضو سے قضاء اور جنازہ پڑھ سکتا ہے؟

سوال: مفتی صاحب شرعی معذور جو وضو کرتا ہے اسکے ساتھ صرف وقتی فرض نماز پڑھ سکتا ہے یا قضاء بھی پڑھ سکتا ہے، یونہی کیا وہ نماز جنازہ بھی پڑھ سکتا ہے یا جنازہ کے لیے الگ وضو کرنا پڑے گا؟ (سائل: محمد عارف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

معذور شرعی مثلاً جسے مسلسل خون آتا ہے اور پورے وقت میں اسے اتنا بھی وقت نہیں ملتا کہ وضو کرکے بغیر اس عذر کے کم از کم فرض نماز پڑھ لے، اسے حکم ہے کہ ہر نماز کے لیے الگ وضو کرے، اور پھر اس نماز کے وقت جو چاہے فرض، واجب، نفل، اداء، قضا نمازیں پڑھے، اس وقت میں اس عذر کے سبب اسکا وضو نہیں ٹوٹتا، لہذا اسے اُس وقت میں وقتی فرض کے علاوہ دیگر قضاء نمازوں یا نماز جنازہ کے لیے الگ وضو کرنا لازم نہیں۔

تنویر الابصار مع در مختار میں ہے: (وحكمه الوضوء لكل فرض ثم يصلي) به (فيه فرضا ونفلا) فدخل الواجب بالأولى
یعنی شرعی معذور کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر فرض نماز کے لیے وضو کرے اور اس سے فرض نفل وغیرہ پڑھے (شارح فرماتے ہیں جب نوافل پڑھ سکتا ہے تو) واجب بدرجہ اولی پڑھ سکتا ہے۔

اسکے تحت فتاوی شامی میں ہے: (قوله: فرضا) أي: أي فرض كان نهر أي: فرض الوقت أو غيره من الفوائت (قوله: بالأولى)؛ لأنه إذا جاز له النفل وهو غير مطالب به يجوز له الواجب المطالب به بالأولى... أو لأنه إذا جاز له الأعلى والأدنى يجوز الأوسط بالأولى سُوْرَۃٌ یعنی چاہے وقتی فرض ہو یا غیر وقتی یعنی فوت شدہ اور شارح کا یہ کہنا کہ جب شرعی معذور کو نفل پڑھنے کی اجازت ہے تو واجب کی بدرجہ اولی اجازت ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جب نفل جسکا بندے سے مطالبہ ہی نہیں یہ شرعی معذور کے لیے جائز ہے تو واجب جسکا مطالبہ ہے یہ بدرجہ اولی جائز ہے، اور یہ بھی وجہ ہے کہ جب شرعی معذور کو اعلی (فرض) اور ادنی (نفل) کی اجازت ہے تو درمیان (واجب وغیرہ) کی بدرجہ اولی اجازت ہوگی۔

[الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)، كتاب الطهارة، مطلب في احكام المعذور]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کتبــــــــــــہ
ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی
07 شعبان المعظم 1444ھ 28 فروری 2023ء

مُہروں کی بیماری کے سبب بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھنا

سوال: مفتی صاحب کیا مُہروں کی بیماری کی وجہ سے نیچے بیٹھ کر یا کرسی پر اشاروں کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں، اور کیا آگے کوئی چیز رکھنی ہوگی جس پر سجدہ کیا جائے۔ (سائل: محمد آزاد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر واقعی مُہروں کی بیماری ایسی ہے جسکی وجہ سے مریض زمین پر یا زمین پر ایسی چیز رکھ کر جسکی اونچائی بارہ انگل سے کم ہو، سجدہ نہیں کر سکتا یعنی ایسے سجدہ کرنے سے ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہے یا مرض میں اضافہ ہوتا ہے یا دیر سے اچھا ہوگا تو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے، اور رکوع و سجود اشارے سے کرے، سجدہ کا اشارہ رکوع سے زیادہ پست ہو ورنہ نماز نہ ہوگی، آگے کوئی چیز پھٹی وغیرہ رکھنے کی حاجت نہیں، اور کرسی پر بیٹھ کر بھی پڑھ سکتا ہے البتہ بہتر ہے زمین پر دوزانوں بیٹھ کر پڑھے۔علامہ کاسانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :فإذا عجز عن القيام يصلي قاعدا بركوع وسجود ، فإن عجز عن الركوع والسجود يصلي قاعدا بالإيماء ، ويجعل السجود أخفض من الركوع "یعنی جب نمازی قیام سے عاجز ہو تو بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے، اور اگر رکوع و سجود سے بھی عاجز ہو تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے اور سجدے کے اشارے میں رکوع سے زیادہ جھکے۔[بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ، كتاب الصلاة ،فصل اركان الصلاة ، 1/106]

بہار شریعت میں ہے:"(مریض) کھڑا ہو سکتا ہے مگر رکوع و سجود نہیں کر سکتا یا صرف سجدہ نہیں کر سکتا مثلاً حلق وغیرہ میں پھوڑا ہے کہ سجدہ کرنے سے بہے گا تو بھی بیٹھ کر اشارہ سے پڑھ سکتا ہے۔(بہار شریعت، جلد1، حصہ چہارم)

مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کرسی پر نماز پڑھنے کے احکام میں ہے: "اس صورت (رکوع و سجود نہ کرسکنے) میں مریض بیٹھ کر بھی نماز پڑھ سکتا ہے بلکہ اس کے لیے افضل بیٹھ کر پڑھنا ہے، اور ایسا مریض اگر کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھے تو اسکی بھی گنجائش ہے، کہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے رکوع و سجود بھی اشارے سے باآسانی کیے جاسکتے ہیں۔۔ مگر چونکہ حتی الامکان دوزانوں بیٹھنا چاہیے کہ مستحب ہے اس لئے کرسی پر پاؤں لٹکا کر بیٹھنے سے احتراز کرنا چاہیے، جس طرح آسان ہو زمین ہی پر بیٹھ کر نماز ادا کی جائے۔۔ہاں اگر زمین پر بیٹھا ہی نہ جائے تو اس دوسری صورت میں کرسی، اسٹول، وغیرہ پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ سکتے ہیں

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

20رجب المرجب 1444ھ 12فروری 2023ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

AL RAZA QURAN-O-FIQH ACADEMY

قرآن وفقہ کی تعلیم کا مرکز

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

نماز میں خارش کرنا

سوال: مفتی صاحب اگر کوئی شخص حالت قیام میں اپنا بایاں ہاتھ اٹھا کر خارش کرتا ہے تو اس کی نماز ٹوٹے گی یا نہیں، اور یہ عمل کثیر ہو گا یا نہیں؟ باحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ (سائل: غیور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

ایک رکن میں ایک دو بار خارش کرنے کی اجازت ہے اس سے نماز نہیں ٹوٹتی کیونکہ یہ عمل قلیل ہے، البتہ تیسری بار خارش کرنا عمل کثیر ہے اور اس سے نماز ٹوٹ جائے گی، نیز ایک مرتبہ ہاتھ اٹھا کر ایک ہی جگہ تین مرتبہ کرے تو یہ ایک ہی شمار ہو گا، اور اگر تین متفرق مقامات پر کرے تو تین شمار ہوں گے اور نماز فاسد ہو جائے گی۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: إذا حك ثلاثا في ركن واحد تفسد صلاته هذا إذا رفع يده في كل مرة أما إذا لم يرفع في كل مرة فلا تفسد ولو كان الحك مرة واحدة يكره یعنی جب ایک رکن میں تین بار کھجایا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی، یہ فساد تب ہے جب نمازی نے ہر مرتبہ کھجانے کے لیے ہاتھ اٹھایا، پھر جب اس نے ہر مرتبہ ہاتھ نہ اٹھایا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوئی، اور اگر ایک ہی مرتبہ کھجایا تو یہ مکروہ ہے۔

[الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة]

بہار شریعت میں ہے: ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز جاتی رہتی ہے، یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹا لیا وعلیٰ ہذا اور اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی، تو ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔

(بہار شریعت، مفسداتِ نماز کا بیان، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 614، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

07 شعبان المعظم 1444ھ 28 فروری 2023ء

نماز میں السلام علیکم کی جگہ سلام علیکم کہنا

سوال: کیا نماز ختم کرتے وقت السلام علیکم کی جگہ سلام علیکم کہا تو نماز ہو جائے گی؟ (سائل: صابر قریشی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز ختم کرتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا سنت مبارکہ ہے، اسکی جگہ سلام علیکم کہنا خلاف سنت ومکروہ ہے، البتہ نماز ہو جائے گی، چنانچہ درر الحکام شرح غرر الأحکام میں ہے: (فيقول السلام عليكم ورحمة الله) هو السنة ،فإن قال السلام عليكم أو سلام عليكم أو عليكم السلام أجزأه وكان تاركا للسنة یعنی نمازی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے، یہ سنت ہے، اور اگر کسی نے فقط السلام علیکم یا سلام علیکم یا علیکم السلام کہا، نماز تو ہو جائے گی، لیکن وہ تارک سنت ہو گا۔

[درر الحكام شرح غرر الأحكام ، كتاب الصلاة ، باب صفة الصلاة ، ٧٩/١]

جوہرۃ النیرہ میں ہے: وإن قال السلام ولم يقل عليكم لم يصر آتيا بالسنة وإن قال سلام عليكم أو عليكم السلام لم يكن آتيا بها ويكره ذلك یعنی اگر کسی نے السلام کہا، علیکم نہ کہا تو سنت ادا کرنے والا نہ ہوا، اور اگر سلام علیکم یا علیکم السلام کہا تو بھی وہ سنت ادا کرنے والا نہ ہوا اور ایسا کرنا مکروہ ہے۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

04 شعبان المعظم 1444ء 25 فروری 2023ھ

نماز میں قراءت کرتے ہوئے ایک دو آیتوں کا چھوڑ دینا

سوال: مفتی صاحب نماز میں دورانِ قراءت کوئی آیت بھولے سے رہ جائے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟
(سائل: انس رضا انصاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مذکورہ صورت میں اگر نمازی وقف کرنے کے بعد کسی دوسری جگہ منتقل ہوا تو نماز ہو جائے گی اور اگر وقف نہ کیا بلکہ دونوں مختلف مقامات کو ملا کر پڑھا تو معنی فاسد ہونے کی صورت میں نماز ٹوٹ جائے گی ورنہ نہیں، چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: لو ذکر آیة مکان آیة إن وقف وقفا تاما ثم ابتدأ بآیة أخری أو ببعض آیة لا تفسد... أما إذا لم یقف ووصل - إن لم یغیر المعنی.... لا تفسد. أما إذا غیر المعنی.... تفسد عند عامة علمائنا وهو الصحیح ایک آیت کو دوسری کی جگہ پڑھا، اگر مکمل وقف کر چکا پھر دوسری آیت مکمل یا بعض پڑھی تو نماز فاسد نہ ہوئی.... اور جب وقف نہ کیا، ملا کر پڑھا تو اگر معنی تبدیل نہ ہوا تو اس صورت میں بھی نماز فاسد نہیں ہو گی... جبکہ معنی فاسد ہونے کی صورت میں ہمارے تمام علماء کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور یہی صحیح ہے۔

[الفتاوی الھندیة ،کتاب الصلاة ، الباب الرابع فی صفة الصلاة ، الفصل الخامس فی زلة القاری ، ۸۱/۱]

بہارِ شریعت میں ہے: "ایک آیت کو دوسری کی جگہ پڑھا، اگر پورا وقف کر چکا ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی جیسے { وَ الْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ } پر وقف کر کے { اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ } پڑھا، یا { اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ } پر وقف کیا، پھر پڑھا { اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ } نماز ہوگئی اور اگر وقف نہ کیا تو معنی متغیر ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے یہی مثال ورنہ نہیں جیسے { اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ } کی جگہ فَلَهُمْ جَزَآؤُنِ الْحُسْنٰى پڑھا، نماز ہوگئی۔ (بہار شریعت، جلد 1، قراءت کا بیان)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

29 رجب المرجب 1444ھ 21 فروری 2023ء

خانہ کعبہ کے اندر استقبال قبلہ

سوال: اگر بندہ خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھے یا سجدہ کرے تو رُخ کس طرف کرے؟

(سائل: عبد القدوس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

خانہ کعبہ شریف کے اندر نمازی کو اختیار ہے، جس طرف چاہے رُخ کرلے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے : "ولو صلی في جوف الكعبة أو على سطحها جاز إلى أي جهة توجه" یعنی اگر کعبہ شریف کے وسط میں یا چھت پر نماز پڑھی تو کسی بھی جہت رُخ کرنا جائز ہے۔

[الفتاوی الهندية ، كتاب الصلاة ، الباب الثالث ، ٦٣/١]

بہار شریعت میں ہے : کعبہ معظمہ کے اندر نماز پڑھی، تو جس رُخ چاہے پڑھے، کعبہ کی چھت پر بھی نماز ہو جائے گی، مگر اس کی چھت پر چڑھنا ممنوع ہے۔

(بہار شریعت، ج1، حصہ 3، ص 491، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

21جمادی الاخری 1444ء14جنوری2023ھ

شدت ریح کے وقت نماز پڑھنا

سوال: حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ، شدت ریح کے وقت نماز پڑھنا کیسا؟ (سائل: فہد حسن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ایسے شخص پر لازم ہے کہ پہلے ریح، پاخانہ وغیرہ سے اچھی طرح فارغ ہو جائے پھر نماز پڑھے اگرچہ جماعت نکل جائے کیونکہ ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور نماز سے قبل، ریح وغیرہ کی شدت ہو تو، وقت میں گنجائش ہونے کی صورت میں نماز شروع کرنا ہی ناجائز و گناہ ہے، یونہی اگر دوران نماز ایسی کیفیت پیدا ہو جائے تو نماز توڑنا واجب اور جاری رکھنا گناہ ہے، بشرطیکہ وقت میں وسعت ہو، اور کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی نماز کا لوٹانا بھی واجب ہے۔

ترمذی شریف میں حضور علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے: إذا أقيمت الصلاة ووجد أحدكم الخلاء فليبدأ بالخلاء یعنی جب جماعت قائم کی جائے اور تم میں سے کسی کو بیت الخلا جانا ہو، تو پہلے بیت الخلا کو جائے۔

[جامع الترمذی ، أبواب الطهارة ، باب ماجاء إذا أقيمت الصلاة ، الحديث : 142 ، ٢٦٢/١]

در مختار مع رد المحتار میں ہے :(وصلاته مع مدافعة الأخبثين) أو أحدهما (أو لريح) سواء كان بعد شروعه أو قبله ،فإن شغله قطعها إن لم يخف فوت الوقت ، وإن أتمها أثم... وما ذكره من الإثم صرح به في شرح المنية وقال لأدائها مع الكراهة التحريمية "یعنی پیشاب، پاخانہ یا کسی ایک یا ریح کی شدت کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے، چاہے یہ معاملہ نماز شروع کرنے کے بعد ہو یا پہلے، اگر ان چیزوں کی شدت نمازی کو مشغول کرے تو، وقت نکلنے کا خوف نہ ہونے کی صورت میں نمازی نماز توڑ دے، اگر ایسے ہی نماز مکمل کی تو گنہگار ہو گا.. اور جو گناہ کا ذکر ہوا اسکی تصریح شرح منیہ میں ہے کہ انہوں نے کہا کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کرنے کے سبب گنہگار ہو گا۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

22رجب المرجب 1444ء14فروری2023ھ

نماز کے دوران موبائل فون کی بل بجے تو نمازی کیا کرے؟

سوال: اگر دوران نماز فون کی بل بجنا شروع ہو جائے اور عمل قلیل سے بند نہ ہو تو کیا نماز توڑ دینی چاہیے؟ (عابد عطاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز سے قبل یاد سے موبائل بند کر دینا چاہیے، اگر یاد نہ رہے اور نماز کے دوارن ہی بل بجنا شروع ہو جائے تو فوراً عمل قلیل مثلاً جیب کے اوپر سے ہی بٹن دبا کر بل کو بند کر دیا جائے۔ اور اگر ایسے بل بند نہ ہو بلکہ عمل کثیر مثلاً موبائل جیب سے نکال کر بل بند کرنی پڑے گی تو اس صورت میں اگر نارمل بل ہے جس سے نماز میں خلل نہیں پڑ تا تو اب بل بند کیے بغیر نماز جاری رکھے، عمل کثیر کا مرتکب ہو کر نماز توڑنے کی اجازت نہیں، البتہ اگر ایسی بل ہے جس کے سبب اسکی یا دیگر نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو رہا ہے تو اب اسے چاہیے، جیب سے موبائل نکال کر بل بند کرے اور دوبارہ نماز پڑھے کیونکہ شدید حاجت جس سے نمازی کے خشوع و خضوع میں فرق پڑے کی وجہ سے فقہائے کرام نے نماز توڑنے کا حکم فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں ہے: وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ترجمہ: اور اپنے اعمال باطل نہ کرو۔ (القرآن، سورۃ محمد، آیت 33)

در مختار مع رد المحتار میں ہے: (وصلاته مع مدافعة الأخبثين) أو أحدهما (أو لريح) سواء كان بعد شروعه أو قبله، فإن شغله قطعها إن لم يخف فوت الوقت، وإن أتمها أثم یعنی پیشاب، پاخانہ یا کسی ایک یا ریح کی شدت کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے، چاہے یہ معاملہ نماز شروع کرنے کے بعد ہو یا پہلے، اگر ان چیزوں کی شدت نمازی کو مشغول کرے تو، وقت نکلنے کا خوف نہ ہونے کی صورت میں نمازی نماز توڑ دے، اگر ایسے ہی نماز مکمل کی تو گنہگار ہو گا۔ (در مختار، کتاب الصلاۃ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

07 شعبان المعظم 1444ھ 28 فروری 2023ء

نماز میں منہ، ناک، پیشانی کان، داڑھی وغیرہ چھپانا

سوال: سردیوں میں دوران نماز کان، ناک پیشانی وغیرہ چادر سے چھپانے کا کیا حکم ہے؟ سائل: افتخار احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز میں منہ اور ناک ڈھانپنا مکروہ تحریمی ہے، اور پیشانی و داڑھی چھپانے سے بھی منع کیا گیا ہے لہذا انہیں بھی نہ ڈھانپا جائے، البتہ کان چھپانے میں حرج نہیں۔

سنن ابن ماجہ شریف میں ہے: عن أبي هريرة ، قال:نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يغطي الرجل فاه في الصلاة " یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے نماز میں مرد کو منہ ڈھانپنے سے منع کیا۔ [سنن ابن ماجه ،كتاب إقامة الصلاة ،١/٣١٠]

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: قال: إذا صلى أحدكم فليحسر العمامة عن جبهته یعنی فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پیشانی سے اپنے عمامے کو ہٹالے۔ [مصنف ابن أبي شيبة ، كتاب الصلاة ،2756، ،1/240]

در مختار مع ردالمحتار میں ہے: "(يكره التلثم) وهو تغطية الأنف والفم في الصلاة ۔۔۔ونقل ط عن أبي السعود أنها تحريمية " یعنی نماز میں ناک اور منہ ڈھانپنا مکروہ ہے۔۔ اور امام طحاوی نے ابو مسعود سے نقل کیا کہ یہ کراہت تحریمی ہے۔(الدر المختار مع ردالمحتا ،كتاب الصلوة ،باب مايكره الصلوة)

فتاوی فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں: " بحالت نماز کان چھپانے میں حرج نہیں مگر داڑھی چھپانا مکروہ ہے۔ (فتاوی فقیہ ملت، جلد 1، صفحہ 173)

والله اعلم عزوجل ورسوله اعلم صلى الله عليه وآله وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

12رجب المرجب 1444ھ 4فروری 2023ء

نمازی کے سامنے، خانہ کعبہ کی تصویر میں انسان کی تصویر

سوال: مفتی صاحب مسجد کے اندر ایک پینا فلیکس لگا ہے جس پر خانہ کعبہ کیساتھ انسانوں کی تصاویر بھی ہیں اور یہ فلیکس سامنے والی دیوار پر لگا ہے اسکے سامنے نماز کا کیا حکم ہے؟ (سائل: ذاکر حسین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مساجد میں انسانی تصویر والے پینا فلیکس لگانے کی اجازت نہیں، چاہے تصویر بڑی ہو یا چھوٹی، اور ان فلیکس کے سامنے نماز پڑھنے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ان فلیکس میں کسی شخص کا چہرہ اتنا واضح ہو کہ اُس تصویر کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھنے سے چہرے کے اعضاء مثلاً آنکھ، کان، ناک وغیرہ واضح نظر آرہے ہوں اور تصویر پورے قد کی ہو تو اس کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ورنہ تنزیہی، عموماً خانہ کعبہ کی تصویر میں نظر آنے والے طواف کرتے لوگوں کی تصویر بہت چھوٹی ہوتی ہے، اور چہرہ واضح نہیں دکھائی دیتا لہذا نماز ہو جائے گی۔ تنویر الابصار مع الدر میں ہے: ولا یکرہ..(أوکانت صغیرۃ) لا تتبین تفاصیل أعضائھا للناظر قائما وھي علی الأرض " یعنی جب تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ اگر زمین پر رکھی ہو اور کھڑے ہو کر دیکھنے والے کے لیے اعضاء کی تفصیل واضح نہ ہو تو نماز مکروہ نہیں۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

3 رجب المرجب 1444ء26جنوری2023ھ

آئل، پٹرول، ڈیزل والے کپڑوں میں نماز پڑھنا

سوال: کیا موٹر سائیکل کا استعمال شدہ آئل، پٹرول یا ڈیزل کپڑے پر لگ جائے تو نماز کے لئے دھونا پڑے گا؟ اور دھونے کے بعد بھی نشانات باقی رہیں تو کیا حکم شریعت ہے؟ (سائل: غلام رسول)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بہتر یہ ہے کہ آئل دھوئیں، صاف خوشبودار کپڑے پہن کر نماز پڑھیں کیونکہ نمازی کو چاہیے کہ نماز کا اہتمام یوں کرے کہ معمولی سی بھی بو جسم یا کپڑوں سے نہ آئے اور اپنے خالق کے حضور بہترین ہیئت، خوشبودار جسم و لباس کے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہونا مستحب ہے۔ البتہ پٹرول، ڈیزل یا آئل پاک ہے انکے ساتھ بھی نماز ہو جائے گی، لوٹانے کی حاجت نہیں۔ لیکن اگر بدبو بہت زیادہ ہو تو مسجد جانا ناجائز و حرام، اس حالت میں نماز پڑھنا بھی منع ہے، اور یہ بھی یاد رہے کہ جماعت واجب ہونے کی صورت میں بدبو دور کرکے یا دوسرے کپڑے پہن کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ہے "یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ" ترجمہ: اے آدم کی اولاد! ہر نماز کے وقت اپنی زینت لے لو۔ اس آیت کے تحت تفسیر نسفی میں ہے: "والسنة أن يأخذ الرجل أحسن هيآته للصلاة لأن الصلاة مناجاة الرب فيستحب لها التزين والتعطر كما يجب التستر والتطهر" یعنی سُنت یہ ہے کہ آدمی بہتر ہیئت سے نماز کے لئے حاضر ہو کہ نماز میں رب سے مناجات ہے تو اس کے لئے زینت کرنا، عطر لگانا مستحب ہے جیسا کہ ستر عورت و طہارت واجب ہے۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

17 جمادی الاخری 1444ء/10 جنوری 2023ھ

زلزلے کے سبب نماز توڑنا

سوال: نماز کے دوران زلزلہ آجائے تو نماز توڑ کر مسجد سے نکلنے کی اجازت ہے؟ (سائل: عامر عطاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز شروع کرنے کے بعد بغیر کسی شرعی عذر کے نماز توڑنا جائز نہیں، لہذا پوچھی گئی صورت میں اگر زلزلے کا فقط معمولی سا جھٹکا محسوس ہوا تو نماز توڑنے کی اجازت نہیں، اور اگر اتنا سخت جھٹکا لگا کہ جان جانے کا خطرہ ہے تو اس صورت میں نماز توڑ کر مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔

اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مجید میں ایمان والوں سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: " وَ لَا تُبۡطِلُوۡۤا اَعۡمَالَکُمۡ " ترجمہ: اور اپنے اعمال باطل نہ کرو۔ (القرآن، سورۃ محمد، آیت نمبر 33)

اس آیت کے تحت تفسیر مظہری میں ہے: " من شرع فی صلوۃ او صوم او حج او عمرۃ او غیر ذلك تطوعا یجب علیه الإتمام ولا یجوز له الإفساد فی ظاهر الروایة عن ابی حنیفة الا بعذر " یعنی جس نے نماز روزہ، حج وعمرہ وغیرہ دیگر نفلی عبادات شروع کیں تو انکو پورا کرنا لازمی ہے، ظاہر الروایۃ میں امام اعظم ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ بغیر عذر انکو فاسد کرنا جائز نہیں۔ [التفسیر المظهري، ٤٣٨/٨]

فتاوی فقیہ ملت میں ہے: " اگر ہلکی بارش ہوئی یا آندھی آئی یا زلزلے کا صرف جھٹکا محسوس کیا تو ان صورتوں میں نماز توڑنا جائز نہیں، ہاں اگر اتنی سخت بارش شدید آندھی آئی کہ نماز توڑے بغیر چارہ کار نہیں یا زلزلہ کا جھٹکا اتنا سخت لگا کہ جان جانے کا خطرہ ہے تو ان صورتوں میں نیت توڑنا جائز ہے۔ (فتاوی فقیہ ملت، جلد 1، صفحہ 159)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

27 جمادی الاخری 1444ھ 20 جنوری 2023ء

مغرب کی اذان کے بعد نماز کے لیے کتنا وقفہ ہو؟

سوال: مفتی صاحب مغرب کی اذان کے بعد نماز کے لیے کتنا وقفہ کرنا چاہیے؟ (سائل: محمد زبیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اذان مغرب کے بعد بلا تاخیر نماز پڑھ لینی چاہیے، البتہ قلیل تاخیر یعنی دو رکعت جتنے وقت سے کم کی تاخیر مکروہ نہیں، اور بلا عذر اس سے زائد تاخیر مکروہ تنزیہی ہے، جبکہ اتنی زیادہ تاخیر کہ ستارے کثرت سے ظاہر ہو جائیں یعنی چھوٹے چھوٹے ستارے بھی نظر آنے لگیں مکروہ تحریمی ہے. نیز اگر کوئی عذر ہو تو کچھ دیر تک تاخیر کرنے میں حرج نہیں، جیسے وضو کرنے والے نمازیوں کے لیے چند منٹ کی تاخیر، چنانچہ ابو داؤد شریف میں ہے: " لا تزال أمتي بخير أو قال: على الفطرة ما لم يؤخروا المغرب إلى أن تشتبك النجوم " یعنی میری امت بھلائی پر رہے گی یا فرمایا فطرت پر رہے گی جب تک مغرب کو ستاروں کے کثرت سے ظاہر ہونے تک مؤخر نہ کرے۔[سنن أبي داود ،كتاب الصلاة ،باب فی وقت المغرب]

در مختار میں ہے: والمستحب تعجیل مغرب مطلقاً و تأخیرہ قدر رکعتین یکرہ تنزیھاً یعنی مغرب میں ہمیشہ جلدی کرنا مستحب ہے اور دو رکعتوں کی مقدار تاخیر مکروہ تنزیہی ہے۔اس کے تحت علامہ شامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں: و أن الزائد على القليل إلى اشتباک النجوم مکروہ تنزیھاً ، و ما بعدہ تحریماً إلا بعذر یعنی قلیل سے زائد، ستاروں کے ظاہر ہونے تک تاخیر مکروہ تنزیہی ہے، اور اس کے بعد (کہ جب چھوٹے چھوٹے ستارے بھی نظر آنا شروع ہو جائیں تو) مکروہ تحریمی ہے، مگر یہ کہ عذر کی بنا پر ہو (تو مکروہ تحریمی نہیں)۔ [الدر المختار وحاشية ابن عابدين ، كتاب الصلاة، ۳۶۹/۱]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

19رجب المرجب 1444ء11فروری 2023ھ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

دوسری جماعت کے لیے اقامت کا حکم

سوال: مفتی صاحب مسجد میں دوسری جماعت کے لیے اقامت پڑھی جائے گی یا نہیں؟

(سائل: قیصر علی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بازار اور اسٹیشن وغیرہ کی مساجد میں اذان و اقامت دونوں افضل ہیں جبکہ محلے کی مسجد میں دوسری جماعت کے لیے اذان نہیں کہیں گے البتہ اقامت کہہ سکتے ہیں۔

فتاوی رضویہ شریف میں اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمان فرماتے ہیں : "بازار کی مسجد میں کہ اہلِ بازار کے لئے بنی اسی طرح سَرا اور اسٹیشن کی مسجد اور مسجد جامع ان سب میں افضل یہی ہے کہ جو گروہ آئے نئی اذان نئی اقامت سے جماعت کرے وہ سب جماعت اولیٰ ہوں گی اور مسجدِ محلّہ میں جماعت ثانیہ کے لئے اعادہ اذان منع ہے تکبیر میں حرج نہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد 5، صفحہ 156، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

21رجب المرجب 1444ھ 13فروری 2023ء

Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No: +923471992267

کیا جس کا بازو نہ ہو وہ امام بن سکتا ہے؟

سوال: ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے جسکا بازو کٹا ہو ہو کیا اسکو امام بنا سکتے ہیں یا امام کی عدم موجودگی میں جزوی طور پر ایسا شخص امام بن سکتا ہے؟ (سائل: سید محی الدین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مذکورہ شخص اگر امامت کا اہل ہو یعنی مسلمان ہو، عاقل ہو، بالغ ہو، شرعی معذور نہ ہو، صحیح القراۃ ہو، سنی صحیح العقیدہ ہو اور فاسقِ معلن نہ ہو، تو ایسے شخص کی امامت میں کوئی حرج نہیں، جبکہ وہ وضوو غسل وغیرہ صحیح کر لیتا ہو، محض بازو نہ ہونے کی بنا پر اسکی امامت ناجائز نہیں ہو سکتی، کیونکہ امامت کی صحت کا مدار مذکورہ شرائط پر ہے، نہ کہ بازو سلامت ہونے پر۔

نورالایضاح میں ہے: شروط صحۃ الامامۃ للرجال الاصحاء ستۃ اشیاء الاسلام والبلوغ والعقل والذکورۃ والقراءۃ والسلامۃ من الاعذار یعنی تندرست مردوں کی امامت کے صحیح ہونے کی چھ شرطیں ہیں: اسلام، بلوغ، عقل، مرد ہونا، قراءت کا صحیح ہونا اور اعذار سے سلامت ہونا۔ (نورالایضاح، کتاب الصلاۃ، فصل فی الامامۃ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: امام میں چند شرطیں ہیں: اولاً قرآنِ عظیم ایسا غلط نہ پڑھتا ہو، جس سے نماز فاسد ہو۔ دوسرے وضو، غسل، طہارت صحیح رکھتا ہو۔ سوم سنی صحیح العقیدہ ہو، بدمذہب نہ ہو۔ چہارم فاسقِ معلن نہ ہو، اسی طرح اور امور منافیِ امامت سے پاک ہو۔ (ملخصا فتاوی رضویہ، ج6، ص543)

فتاوی فقیہ ملت میں ہے: جس شخص کا داہنا ہاتھ کہنی سے کٹا ہوا ہے، اگر وہ وضو غسل وغیرہ صحیح کر لیتا ہے اور اس میں کوئی شرعی خرابی نہیں ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ (فتاوی فقیہ ملت، جلد1، صفحہ115)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

28 رجب المرجب 1444ھ 20 فروری 2023ء

جماعت میں اگر مقتدی سے کوئی واجب چھوٹ جائے تو؟

سوال: مفتی صاحب امام کے پیچھے اگر بھولے سے مقتدی کوئی واجب ترک کر دے مثلا رکوع و سجود میں تشہد پڑھے یا قعدہ اولی میں درود شریف پڑھے یا مسبوق قعدہ آخیرہ میں درود ابراہیمی پڑھ لے تو سجدہ سہو کے متعلق کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مقتدی سے اگر امام کے پیچھے بھولے سے کوئی واجب چھوٹ جائے تو مقتدی و امام کسی پر بھی سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

مجمع الأنھر شرح ملتقی الابحر میں ہے: لا یلزم سجود السھو بسھو المقتدي لا علیه ولا علی إمامه
یعنی مقتدی کے سہو سے مقتدی و امام دونوں پر سجدہ سہو لازم نہیں۔

[مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ١/١٤٩]

بہار شریعت میں ہے: "اگر مقتدی سے بحالت اقتدا سہو واقع ہوا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

(بہار شریعت، سجدہ سہو کا بیان، جلد 1، حصہ 4، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

28 رجب المرجب 1444ء 20 فروری 2023ھ

نمازِ عشاء میں امام نے "مالک یوم الدین" تک آہستہ پڑھا تو لقمہ

سوال: امام صاحب نے عشاء کی نماز میں بلند آواز سے قراءت کی بجائے بھول سے آہستہ قراءت کی، مالک یوم الدین تک پڑھا پھر مقتدی نے لقمہ دیا، امام نے لقمہ لے کر الحمد للہ سے دوبارہ پڑھنا شروع کر دیا اور آخر میں امام صاحب نے سجدہ سہو بھی کیا تو کیا نماز ہو گئی؟ (سائل: معین شیخ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اس صورت میں مقتدی کو لقمہ دینے کی اجازت تھی، تفصیل یہ ہے کہ اُصولاً اگر امام نے فاتحہ آدھی سے زیادہ نہ پڑھی ہو تو لقمہ دینا جائز ہے، اور فاتحہ کا نصف پہلی چار آیتوں "نستعین" تک ہے، اس سے زیادہ لفظ "اھد" مکمل یا بعض پڑھنے پر امام کو لقمہ دینا جائز نہیں ہوتا، جبکہ سوال میں یہ واضح ہے کہ مذکورہ امام نے ابھی "مالک یوم الدین" پڑھا تھا کہ لقمہ مل گیا جو کہ بر محل تھا، لہٰذا نماز ہو گئی، البتہ یہ یاد رہے کہ یہاں امام پر سجدہ سہو لازم نہ تھا، اسکے باوجود امام نے سجدہ سہو کیا جسکی وجہ سے مسبوق یعنی وہ نمازی جو اول سے نماز میں شامل نہ تھے اُن کی نماز نہ ہو گی، باقی مقتدیوں اور امام کی نماز ہو جائے گی۔

ردالمحتار میں فرض کی پہلی دو رکعتوں میں تکرار فاتحہ پر سجدہ سہو کے واجب ہونے کا حکم فرمانے کے بعد فرماتے ہیں: وکذا لو قرأ أکثرھا ثم أعادھا کما في الظھیریۃ یعنی اسی طرح اگر کسی نے فاتحہ کی اکثر قراءت کی، پھر اس کا اعادہ کیا (تو سجدہ سہو ہے) جیسا کہ ظہیریہ میں ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، واجبات الصلاۃ)

مفتی شریف الحق امجدی، فتاوی امجدیہ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: آہستہ آہستہ سورہ فاتحہ پڑھتا رہا، پھر بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا، تو اگر سورہ فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا تھا پھر شروع سے پڑھنا شروع کیا تو بھی سجدہ سہو واجب کہ یہ اکثر سورہ فاتحہ کی تکرار ہوئی۔۔ اگر سورہ فاتحہ کا اکثر حصہ نہیں پڑھا تھا تو نہ سجدہ سہو ہے نہ اعادہ۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

22 رجب المرجب 1444ء 14 فروری 2023ھ

تنہا فرض شروع کر کے نماز عصر کی جماعت میں شامل ہونا

سوال: ایک شخص عصر کے وقت مسجد گیا، اسے جماعت کا علم نہیں تھا اور فرض پڑھنا شروع کر دیے، تیسری رکعت میں اقامت شروع ہو گئی، اب اپنی نماز مکمل کرے یا توڑ کر جماعت میں شامل ہو؟
(سائل: ہمایوزاہد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

صورت مسئولہ میں اگر تیسری رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو کھڑے کھڑے ایک سلام کے ساتھ نماز توڑ دے پھر جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے، اور اگر تیسری کا سجدہ کر لیا تو پھر چار فرض مکمل کرے، بعد میں نفل کی نیت سے بھی جماعت میں نہ شامل ہو کیونکہ عصر کے بعد نفل نماز جائز نہیں، جیسا کہ نورالایضاح میں ہے: "وإن صلى ثلاثا أتمها ثم اقتدى متنفلا إلا في العصر، وإن قام لثالثة فأقيمت قبل سجوده قطع قائما بتسليمة في الأصح" یعنی اگر (چار رکعتی میں) تنہا تین رکعت مکمل پڑھ لیں تو اکیلے ہی نماز مکمل کر کے عصر کے علاوہ نفل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جائے، اور اگر تیسری کے لیے کھڑا ہوا تھا کہ سجدے سے پہلے ہی جماعت کھڑی ہو گئی تو اصح قول کے مطابق کھڑے کھڑے ہی سلام پھیرے۔ (پھر جماعت سے ملے)

[نورالایضاح، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضہ]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ
ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی
11جمادی الاخری 1444ء/4 جنوری 2023ھ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

گاہکوں کے رش کے باعث جماعت ترک کرنا

سوال: اگر دوکان میں کسٹمر کا رَش ہو تو جماعت چھوڑنا جائز ہے، ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک فرد دوکان پر رہے اور باقی جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لیں، بعد میں وہ اکیلا نماز پڑھ لے؟ (سائل: اعجاز قادرری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

گاہکوں کے رَش کے باعث جماعت ترک کرنا، جائز نہیں، کیونکہ عاقل، بالغ تندرست مرد پر باجماعت مسجد میں نماز ادا کرنا واجب ہے جبکہ اس تک بغیر اسپیکر کے دی جانے والی اذان کی آواز پہنچے، بلا عذر شرعی مسجد کی جماعت اولی کو چھوڑنا ناجائز و گناہ ہے، اور دوکان پر گاہکوں کا رَش ہونا کوئی شرعی عذر نہیں جسکی وجہ سے جماعت کو چھوڑا جائے، حدیث مبارکہ میں ہے: الجفاء کل الجفاء والکفر والنفاق من سمع منادی اللہ ینادی بالصلاۃ یدعو الی الفلاح ولا یجیبہ ترجمہ: ظلم پورا ظلم اور کفر اور نفاق ہے کہ آدمی اللہ کے منادی کو نماز کی ندا کرتا اور فلاح کی طرف بلاتا سنے اور حاضر نہ ہو۔(مسند احمد بن حنبل) مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: جہاں تک اذان کی آواز پہنچے، وہاں تک کے لوگوں کو مسجد میں آنا بہت ضروری ہے۔ وہ دور کے لوگ جہاں اذان نہ پہنچی ہو، ان کے لیے بھی مسجد آنا بہت بہتر ہے، مگر اتنی سختی نہیں۔۔۔اذان کی آواز پہنچے سے مراد آج کل کے لاؤڈ اسپیکر کی آواز نہیں؛ یہ تو دو دو میل تک پہنچ جاتی ہے۔(مرآۃ المناجیح، ج2، ص168) بدائع الصنائع میں ہے: "فالجماعة إنما تجب على الرجال، العاقلين، الأحرار، القادرين عليها من غير حرج "یعنی آزاد، عاقل بغیر حرج کے جماعت پر قادر مردوں پر جماعت واجب ہے۔ [بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الصلاۃ]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

15رجب المرجب 1444ء07فروری 2023ھ

فقہی مسائل گروپ
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No: +923471992267

تارامیرا تیل لگا کر مسجد جانا

سوال: مفتی صاحب، تارامیرا کا تیل لگا کر مسجد جانا کیسا؟ (سائل: قاری عادل خان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں، مختلف حالتوں کے اعتبار سے حکم مختلف ہو گا، کیونکہ بسا اُوقات اس تیل کی بدبو بہت زیادہ ہوتی ہے اور بعض اوقات ہلکی یونہی لگانے کے بعد کچھ دیر تک بدبو زیادہ ہوتی ہے، پھر آہستہ آہستہ کم ہوتی ہے، لہذا اگر بہت زیادہ بدبو ہو تو اس حالت میں مسجد جانا ناجائز و حرام اور نماز پڑھنا بھی منع ہے اور اگر بدبو معمولی سی ہو جو نمازیوں کے لیے تکلیف کا باعث نہ ہو تو مسجد جانے میں حرج نہیں، اس حالت میں نماز بھی پڑھ سکتے ہیں، البتہ نمازی کو چاہیے کہ نماز کا اہتمام یوں کرے کہ معمولی سی بھی بدبو جسم یا کپڑوں سے نہ آئے کیونکہ بندے کے لئے مستحب ہے کہ وہ نماز کے لئے اپنے خالق و مالک کے حضور، بہترین ہیئت، خوشبودار جسم و لباس کے ساتھ حاضر ہو۔ صحاح ستہ کی متعدد احادیث مبارکہ میں سرکار علیہ السلام نے لہسن کی بدبو والے شخص کو مسجد میں آنے سے منع فرمایا، ان احادیث کے متعلق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: " قلت: العلة اذی الملائكة واذی المسلمين ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ما له رائحة كريهة من الماكولات وغيرها" یعنی میں کہتا ہوں کہ اس ممانعت کی علت ملائکہ اور مسلمانوں کو ایذا دینا ہے، اور حدیث میں جن چیزوں پر صراحت کی گئی ہے، ان کے ساتھ کھانے والی اور نہ کھانے والی ہر اس چیز کو لاحق کیا جائے گا، جو بدبودار ہو۔

(عمدۃ القاری، باب ماجاء فی الثوم النبی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

21جمادی الاخری 1444ء14جنوری2023ھ

Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No: +923471992267

شرعی سفر طے کرنے کے بعد، امام کا امامت والی جگہ فقط 8، 9 دن کے لیے جانا

سوال: میرا گھر فیصل آباد ہے اور میں امامت لاہور میں کرتا ہوں، اب جب میری اپنے گھر فیصل آباد سے واپسی ہو اور یہ پتہ ہو کہ میں نے 9 یا 10 دن بعد دوبارہ گھر جانا ہے، اب جہاں میں امامت کرواتا ہوں، کیا حکم ہو گا نماز کا؟ (سائل: جاوید رضا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جب آپ کی نیت جائے امامت (لاہور) میں پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی ہے تو آپ لاہور میں آٹھ، نو دن مسافر ہیں، آپ پر قصر (یعنی چار رکعتی فرض نماز دو پڑھنا) لازم ہے۔ بہتر ہے آپ کسی مقیم باشرع، امامت کے اہل شخص کو کہیں یہ نمازیں وہ پڑھا دے، ورنہ خود پڑھانے کی صورت میں جماعت سے پہلے اعلان کر دیں کہ میں مسافر ہوں، دو پڑھوں گا، آپ کے سلام کے بعد مقتدی مزید دو رکعتیں بغیر قراءت کے مکمل کر لیں۔

تنویر الابصار مع در مختار میں ہے: (فيقصر إن نوى) الإقامة (في أقل منه) أي في نصف شهر یعنی اگر مسافر نے کسی جگہ نصف ماہ سے کم ٹھہرنے کی نیت کی تو قصر کرے گا۔

[الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب الصلاة ،باب صلاة المسافر]

ادا و قضا دونوں میں مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے اور امام کے سلام کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قراءت بالکل نہ کرے بلکہ بقدر فاتحہ چپ کھڑا رہے۔ (بہار شریعت، مسافر کا بیان، حصہ 4)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

05 شعبان المعظم 1444ء 26 فروری 2023ھ

کیا اسلام آباد گاؤں کا رہائشی سفر سے واپس شہر پہنچنے پر قصر کرے گا

سوال: مفتی صاحب زاہد لاہور نوکری کرتا ہے اور اس کا گھر اسلام آباد کے ایک گاؤں میں ہے، اسکا ایک دفتر اسلام آباد (شہر) میں بھی ہے، جب زاہد لاہور سے اسلام آباد والے دفتر میں آئے تو نماز مکمل پڑھے گا یا قصر کرے گا؟ (سائل: محسن علی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر اسلام آباد (شہر) اور اس کے علاقے (گاؤں) میں بہت فرق ہے کہ وہ نہ اسلام آباد شہر کا حصہ ہے نہ فنائے شہر، تو زید اسلام آباد اپنے دفتر پہنچنے پر مقیم نہیں ہو گا، بلکہ وہ مسافر ہی رہے گا، اور وہ چار رکعتی فرض نماز دو پڑھے گا۔

در مختار مع رد المحتار میں ہے: (صلى الفرض الرباعي ركعتين .... حتى يدخل موضع مقامه) أي الذي فارق بيوته سواء دخله بنية الاجتياز أو دخله لقضاء حاجة " یعنی شرعی مسافر چار رکعتی فرض نماز دو پڑھے گا حتی کہ وہ اپنے علاقے (شہر یا گاؤں) میں داخل ہو جائے یعنی اس جگہ جہاں اسکے گاؤں یا شہر کی آبادی ختم ہوتی ہے، چاہے وہ اپنے علاقے میں دوسری طرف گزرنے (پار جانے) کی نیت سے داخل ہو یا کسی حاجت کے پیشِ نظر (یعنی محض اپنی بستی میں داخل ہونے سے مقیم ہو جائے گا)

[الدر المختار وحاشية ابن عابدين ،كتاب الصلاة ،باب صلاة المسافر ، ١٢٤/٢

فتاوی رضویہ میں ہے: جب وہاں سے بقصد وطن چلے اور وہاں کی آبادی سے باہر نکل آئے اس وقت سے جب تک اپنے شہر کی آبادی میں داخل نہ ہو قصر کرے گا۔ (فتاوی رضویہ، جلد8، ص258)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

29 رجب المرجب 1444ھ 21 فروری 2023ء

سفر میں سنت مؤکدہ

سوال: کیا قصر نماز کو ادا کرتے ہوئے سنت مؤکدہ ادا کرنا بھی ضروری ہیں؟ (سائل: نمیر الحسن وڑائچ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حالتِ سفر میں سنت مؤکدہ پوری پڑھنی ہوں گی، ان میں قصر نہیں، البتہ اگر حالتِ امن ہے تو سنت مؤکدہ پڑھنی ہوں گی، اور اگر خوف ہے مثلاً ٹرین یا گاڑی نکل جائے گی تو سنتیں پڑھنا لازم نہیں۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: ولا قصر في السنن ، كذا في محيط السرخسي ، وبعضهم جوزوا للمسافر ترك السنن والمختار أنه لا يأتي بها في حال الخوف ويأتي بها في حال القرار والأمن" یعنی سنتوں میں قصر نہیں ہے، ایسا ہی محیط للسرخسی میں ہے اور بعض فقہاء نے مسافر کے لیے سنتوں کے ترک کو جائز قرار دیا جبکہ مختار یہ ہے کہ حالت خوف میں نہ پڑھے اور حالت امن و قرار میں پڑھے۔

[الفتاوی الھندیۃ ، کتاب الصلاۃ ، الباب الخامس عشر في صلاۃ المسافر]

بہار شریعت میں ہے: " سُنّتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی البتہ خوف اور رواروی (جلدی) کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔ (بہار شریعت، ج 1)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

21 رجب المرجب 1444ء 13 فروری 2023ھ

جنبی مر جائے تو کتنے غسل؟

سوال: اگر کوئی شخص رات ہمبستری کے بعد بغیر غسل کیے سو جائے اور اسی حالت میں فوت ہو جائے تو کیا غسل میت سے غسل جنابت بھی ہو جائے گا یا دو غسل دینے ہوں گے؟

سائل: سید قیصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جس پر غسل فرض ہو وہ اگر فوت ہو جائے تو ایک ہی غسل کافی ہے دو کی حاجت نہیں،

بہار شریعت میں ہے : "جنب یا حیض و نفاس والی عورت کا انتقال ہوا تو ایک ہی غسل کافی ہے کہ غسل واجب ہونے کے کتنے ہی اسباب ہوں، سب ایک غسل سے ادا ہو جاتے ہیں۔ (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4، میت کے نہلانے کا بیان)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

8 جمادی الاخری 1444ھ/1 جنوری 2023

Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No: +923471992267

ایک بھائی نے جنازہ پڑھ لیا ہو تو دیگر بھائی دوبارہ نہیں پڑھ سکتے

سوال: مفتی صاحب دو میت کے دو بھائیوں نے جنازہ کی نماز پڑھ لی، بعد میں جب تیسرا آیا تو اس نے دوبارہ نماز جنازہ پڑھی، کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ (سائل: عمران رشید)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مذکورہ صورت میں جب میت کے دو بھائی نماز جنازہ پڑھ چکے تو کسی اور بھائی کو جنازہ دوبارہ پڑھنے کا اختیار نہیں، ہاں اگر بھائی سے زیادہ کسی قریبی ولی (مثلاً میت کا باپ، بیٹا) نے ابھی تک نماز جنازہ نہیں پڑھی اور پہلی نماز میں انکی اجازت بھی نہ تھی تو اب یہ نماز جنازہ دوبارہ پڑھ سکتے ہیں اور انکے ساتھ وہ بھائی بھی جس نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی۔

حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: ولو صلى عليه الولي وللميت أولياء آخرون بمنزلته ليس لهم أن يعيدوا "یعنی اگر ایک ولی نے میت کی نماز جنازہ پڑھ لی، اور میت کے اسی درجے کے مزید اولیاء بھی ہوں تو انہیں نماز دوبارہ پڑھنے کا اختیار نہیں۔[حاشية الطحطاوي علی مراقي الفلاح ،كتاب الصلاة ،احكام الجنائز)

فتاوی رضویہ شریف میں ہے: "مذہب مہذّب حنفی میں جبکہ ولی نماز پڑھ چکا یا اس کے اذن سے ایک بار نماز ہو چکی، تو اب دوسروں کو مطلقاً جائز نہیں، نہ ان کو جو پڑھ چکے نہ اُن کو جو باقی رہے۔ آئمۂ حنفیہ کا اس پر اجماع ہے، جو اس کا خلاف کرے مذہبِ حنفی کا مخالف ہے۔ تمام کُتبِ مذہب متون وشروح وفتاوٰی اس کی تصریحات سے گونج رہی ہیں۔(فتاوی رضویہ، ج 9، ص 318، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

28 رجب المرجب 1444ھ 20 فروری 2023ء

کسی کی دعوت پر نفلی روزہ توڑنا

سوال: مفتی صاحب سنا ہے نفلی روزے میں کوئی دعوت پر بُلائے تو روزہ توڑ دینا چاہیے، کیا یہی حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کسی کی دعوت پر زوال سے قبل نفلی روزہ توڑنے کی اجازت ہے، چنانچہ درر الحکام میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہے: وعن محمد إذا دعاه واحد من إخوانه إلى الطعام يفطر ويقضي لقوله - صلى الله عليه وسلم - من أفطر لحق أخيه يكون له ثواب صوم ألف يوم ومتى قضى يوما يكتب له ثواب صوم ألفي يوم یعنی جب کسی کو کوئی بھائی دعوت طعام دے تو وہ روزہ توڑ دے اور اسکی قضاء رکھے، حضور علیہ السلام کے اس فرمان کی وجہ سے کہ جب کسی نے بھائی کے حق کی وجہ سے روزہ توڑا تو اسے ایک ہزار روزے کا ثواب ملے گا، اور جس دن وہ اس روزے کی قضاء کرے گا، اسے دو ہزار روزوں کے برابر ثواب ملے گا۔[درر الحكام شرح غرر الأحكام ، كتاب الصوم ، ۲۱۰/۱]

بہار شریعت میں ہے: اُس (نفل روزہ رکھنے والے) کی کسی بھائی نے دعوت کی تو ضحوۂ کبریٰ کے قبل روزۂ نفل توڑ دینے کی اجازت ہے۔ (بہار شریعت، روزے کا بیان، جلد 1، حصہ پنجم، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ
ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی
27 رجب المرجب 1444ھ 19 فروری 2023ء

پرندوں پر زکوۃ

سوال: مفتی صاحب کیا پرندوں کا کاروبار کرنے والے پرندوں پر زکوۃ دینگے؟ (سائل: حیدر علی شفیق)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بیچنے کی نیت سے خریدے گئے پرندوں پر بھی زکوۃ لازم ہے، جبکہ انکی قیمت حاجت اصلیہ سے زائد ہو کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے۔

حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: " الأصل أن ما عدا الحجرين والسوائم إنما يزكي بنية التجارة عند العقد" یعنی قاعدہ یہ ہے کہ سونے، چاندی اور چرائی کے جانوروں کے علاوہ میں، بوقتِ عقد تجارت کہ نیت سے ہی زکوۃ ہو گی۔ [حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ،كتاب الزكاة ،۷۱۸]

فارم پر بیچنے کی نیت سے خریدے ہوئے چوزوں کے متعلق فتاوی اہلسنت میں ہے: "پوچھی گئی صورت میں چونکہ خریدے گئے چوزے مال تجارت ہیں، لہذا ان پر زکوۃ لازم ہے" ایک اور مقام پر ہے: "مال تجارت اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو، نصاب کامل ہے، جبکہ حاجت اصلیہ سے زائد ہو" (فتاوی اہلسنت، کتاب الزکوۃ، فتوی نمبر 33- 382، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

12رجب المرجب 1444ھ 12فروری 2023ء

7 لاکھ کے پلاٹ پر زکوۃ

سوال: میرا پلاٹ جس کی کل مالیت 7 لاکھ ہے میں کبھی سوچتا ہوں کہ اس پلاٹ کو بیچ کر کوئی کاروبار کروں گا تو کبھی سوچتا ہوں کہ اس پہ گھر بناؤں گا، کیا اس پلاٹ پہ زکاۃ ہو گی یا نہیں، اگر ہو گی تو کتنی ہو گی؟ (سائل: حافظ محمد احمد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مذکورہ صورت میں جو پلاٹ آپ کی ملکیت ہے اگر اسے خریدتے وقت آپ کی تجارت کی نیت نہ تھی تو اس پر زکوۃ لازم نہیں ورنہ دیگر شرائط پائے جانے کی صورت میں اس پر زکاۃ لازم ہو گی۔

حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: " الأصل أن ما عدا الحجرين والسوائم إنما يزكي بنية التجارة عند العقد" یعنی قاعدہ یہ ہے کہ سونے، چاندی اور چرائی کے جانوروں کے علاوہ میں، بوقتِ عقد تجارت کہ نیت سے ہی زکوۃ ہو گی۔ [حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ،كتاب الزكاة ،٧١٨]

فتاوی اہلسنت میں ہے: آپ نے جو پلاٹ یا زمین خریدی ہے اس میں آپ کی خریدتے وقت نیت تجارت کی ہو گی یا نہیں، اگر تجارت کی نیت نہ تھی تو اس پر زکاۃ نہیں۔ (فتاوی اہلسنت، ص125)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کتبہ
ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی
22رجب المرجب 1444ھ14فروری2023ء

Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No: +923471992267

جہیز کے سامان پر زکوۃ

سوال: شادی کے وقت جو عورت جہیز میں سامان لاتی ہے وہ اکثر اوقات لمبے عرصے تک استعمال نہیں ہوتا تو کیا اس پر بھی زکوۃ ہوگی؟ (سائل: محمد شہزاد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جہیز میں عموماً گھریلو استعمال کی اشیاء (فرنیچر، برتن، کپڑے، فریج، مشین وغیرہ) دی جاتی ہیں، ان پر زکوۃ لازم نہیں، ہاں زیورات و نقدی وغیرہ ہیں تو اپنی شرائط کے ساتھ زکوۃ لازم ہوگی چاہے یہ زیورات عورت استعمال کرے یا نہ کرے۔

حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: الأصل أن ما عدا الحجرين والسوائم إنما يزكي بنية التجارة عند العقد"
یعنی قاعدہ یہ ہے کہ سونے، چاندی اور چرائی کے جانوروں کے علاوہ میں، بوقتِ عقد تجارت کہ نیت سے ہی زکوۃ ہوگی۔ [حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ،كتاب الزكاة]

بہار شریعت میں ہے: "سونے چاندی میں مطلقاً زکاۃ واجب ہے، جب کہ بقدر نصاب ہوں اگرچہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے۔ (بہار شریعت، ج1، ح5، ص888، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

22رجب المرجب 1444ھ 14فروری 2023ء

گھر میں رکھے ہوئے زیور پر زکوۃ

سوال: کیا عورتوں کے زیور پر زکوۃ ہوگی اگرچہ وہ پہنتی نہ ہوں، فقط گھر میں رکھا ہو؟ (سائل: اسحاق احمد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

زکوۃ کی شرائط پائے جانے کی صورت میں عورت کے گھر میں رکھے ہوئے زیور پر زکوۃ لازم ہوگی اگرچہ عورت نے وہ زیور پہنا نہ ہو کیونکہ یہاں ملک میں ہونے کا اعتبار ہے پہننے نہ پہننے کا اعتبار نہیں، چنانچہ تنویر الابصار میں ہے: "وسببہ ملک نصاب حولی" یعنی زکوۃ فرض ہونے کا سبب نصاب کی ملکیت اور سال کا گزرنا ہے(تنویر الابصار، کتاب الزکوۃ) حاشیۃ الطحطاوی میں ہے:"فی الدر افاد وجوب الزکوۃ فی النقدین ولو کان للتجمل او للنفقۃ قال: لانھما خلقا اثمانا فیزکیھما کیف کان" یعنی در میں سونا چاندی میں زکوۃ کے واجب ہونے کو بیان کیا اگرچہ وہ پہننے یا نفقہ کے لیے ہوں کیونکہ وہ دونوں ثمن اصلی ہیں، لہذا ان پر زکوۃ ہوگی وہ کسی بھی صورت میں ہوں (حاشیۃ الطحطاوی کتاب الزکوۃ)

بہار شریعت میں ہے: "سونے چاندی میں مطلقا زکاۃ واجب ہے، جب کہ بقدر نصاب ہوں اگرچہ دفن کرکے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے۔" (بہار شریعت، ج1، ح5، ص888، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

22جمادی الاخری 1444ء 15جنوری 2023ھ

مکان کے لیے جمع کی ہوئی رقم پر زکوۃ

سوال: مفتی صاحب میں سرکاری ملازم ہو کرایے کے گھر میں رہتا ہوں، ذاتی مکان بنانے کے لیے میں نے کچھ رقم رکھی ہے، کیا اس کی زکوۃ دینی ہے؟ (سائل: منصور زیدی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر حاجت اصلیہ اور قرض نکال کر، آپ صاحبِ نصاب ہیں تو سال پورا ہونے پر اس رقم کی ڈھائی فیصد یعنی چالیسواں حصہ زکوۃ نکالنا لازم ہے، اگرچہ یہ رقم مستقبل میں مکان بنانے کے لیے رکھی ہو۔ چنانچہ بہارِ شریعت میں ہے:"حاجتِ اصلیہ میں خرچ کرنے کے روپے رکھے ہیں تو سال میں جو کچھ خرچ کیا کیا اور جو باقی رہے اگر بقدر نصاب ہیں تو ان کی زکاۃ واجب ہے، اگرچہ اسی نیّت سے رکھے ہیں کہ آئندہ حاجتِ اصلیہ ہی میں صَرف ہوں گے اور اگر سال تمام کے وقت حاجتِ اصلیہ میں خرچ کرنے کی ضرورت ہے تو زکاۃ واجب نہیں۔"(بہارِ شریعت، زکوۃ کا بیان)

وقار الفتاویٰ میں ہے: "مکان بنانے کے لئے، بچوں کی شادی کے لئے، سواری خریدنے کے لئے یا حج کرنے کے لئے، جو رقم اس کے پاس رکھی ہے اور وہ نصاب کو پہنچتی ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔" (وقار الفتاویٰ، ج 02، ص 393، بزم وقار الدین)

فتاویٰ اہلسنت کتاب الزکوٰۃ میں ہے:"اگر وہ (رقم) نصاب شرعی کی قدر ہے یا اس سے زائد ہے تو اس پر زکوۃ فرض ہے خواہ وہ رقم مکان بنانے کے لیے رکھی ہو یا دیگر امور کے لیے، یونہی زیورات اور مالِ تجارت کا حکم ہے" (فتاویٰ اہلسنت، کتاب الزکوٰۃ، ص 268، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

3 رجب المرجب 1444ء 26 جنوری 2023ھ

حرام مال مثلا سود رشوت وغیرہ پر زکوۃ وحج لازم نہیں

سوال: حرام مال پر زکوٰۃ ہے یا نہیں اسی طرح حرام مال پر حج فرض ہوگا یا نہیں؟ (سائل: اسحاق احمد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حرام مال مثلاً سود رشوت وغیرہ سے کمایا ہوا مال بندے کی ملکیت ہی نہیں، اس پر زکوۃ لازم نہیں اور اس مال کے سبب اس پر حج بھی لازم نہیں کیونکہ شرعاً اس پر یہ مال جنکا ہے انہیں یا انکے وارثوں کو لوٹانا لازم ہے، وہ نہ ہوں تو پھر صدقہ کرنا لازم ہے، اسکے علاوہ کسی اور کام میں خرچ کی اجازت نہیں۔

بحرالرائق میں قنیہ کے حوالے سے ہے: لو كان الخبيث نصابا لا يلزمه الزكاة لأن الكل واجب التصدق عليه فلا يفيد إيجاب التصدق ببعضه" یعنی اگر سارا نصاب ہی مال خبیث ہو تو زکوۃ لازم نہیں کیونکہ وہ تو سارا صدقہ کرنا لازم ہے، پس اسکا بعض، صدقہ کرنے کے جوب کا کوئی فائدہ نہیں۔

[البحر الرائق شرح كنز الدقائق ،كتاب الزكاة ، باب شروط وجوب الزكاة، 2/221]

فتاوی رضویہ شریف میں ہے: "سود ورشوت اور اسی قسم کے حرام وخبیث مال پر زکوٰۃ نہیں کہ جن جن سے لیا ہے اگر وہ لوگ معلوم ہیں تو انھیں واپس دینا واجب ہے۔ اور اگر معلوم نہ رہے تو کل کا تصدق کرنا واجب ہے۔ چالیسواں حصہ دینے سے وہ مال کیا پاک ہو سکتا ہے جس کے باقی انتالیس حصے بھی ناپاک ہیں" (فتاوی رضویہ ج19، ص656، رضافاؤنڈیشن) ایک اور مقام پر ہے: حرام روپیہ کسی کام میں لگانا اصلاً جائز نہیں، نیک کام ہو یا اور، سوا اس کے کہ جس سے لیا اُسے واپس دے یا فقیروں پر تصدّق کرے۔ بغیر اس کے کوئی حیلہ اُس کے پاک کرنے کا نہیں۔ (فتاوی رضویہ ج23، ص580، رضافاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

19رجب المرجب 1444ھ 11فروری 2023ء

گزشتہ زکوۃ نکالنے میں سونے کی کون سی قیمت کا اعتبار ہو گا؟

سوال: میرا زکوۃ کا سال دو ماہ پہلے مکمل ہوا، ابھی تک زکوۃ ادا نہیں کی، اب سونے کا ریٹ بڑھ گیا ہے، میں نے زکوۃ ادا کرنی ہے تو کیا دو ماہ پہلے والے ریٹ پر ادا کروں یا آج کے ریٹ پر؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر آپ سونے کی زکوۃ قیمت کے اعتبار سے دینا چاہتے ہیں تو، قمری مہینے کے حساب سے جس دن زکوۃ کا سال مکمل ہوا تھا، اسی دن کا اعتبار ہو گا، اس دن جو قیمت بنتی ہے اسکا چالیسواں حصہ نکالنا ہو گا، اور اگر اب ریٹ بڑھا ہے کم نہیں ہوا تو آج کے ریٹ سے دینے میں بھی درست ہے۔

المحیط البرہانی میں ہے: فالحاصل: أن أبا حنيفة يعتبر القيمة يوم الوجوب في جنس هذه المسائل
یعنی حاصل گفتگو یہ ہے کہ زکاۃ وغیرہ کے مسائل میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہونے والے دن کی قیمت کا اعتبار ہو گا (یوم ادا کا نہیں)

[المحيط البرهاني في الفقه النعماني، كتاب الزكوة ،الفصل الثالث فی بیان مال الزكاة ،٢٤٩/٢]

فتاوی رضویہ شریف میں ہے: "سونے کے عوض سونا، چاندی کے عوض چاندی زکوٰۃ میں دی جائے جب تو نرخ کی کوئی حاجت ہی نہیں، وزن کا چالیسواں حصہ دیا جائے گا، ہاں اگر سونے کے بدلے چاندی یا چاندی کے بدلے سونا دینا چاہیں تو نرخ کی ضرورت ہو گی، نرخ نہ بنوانے کے وقت کا معتبر ہو نہ وقت ادا کا، اگر ادا سال تمام کے پہلے یا بعد ہو جس وقت یہ مالکِ نصاب ہُوا تھا وہ ماہ عربی و تاریخ وقت جب عود کریں گے اس پر زکوٰۃ کا سال تمام ہو گا اس وقت نرخ لیا جائے گا۔ (فتاوی رضویہ، 10/133)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

25رجب المرجب 1444ھ/17فروری 2023ء

عباسی، علوی، اعوان کو زکوۃ دینا

سوال: مفتی صاحب، عباسی، علوی اور اعوان قوم جو اپنے آپ کو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد کہتے ہیں، ان کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟

سائل: محمد فاروق عطاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عباسی جو کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد سے ہیں، اور علوی و اعوان جو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد سے ہیں، یہ زکوۃ و دیگر صدقات واجبہ کے مستحق نہیں، انہیں زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہ ہو گی۔

فتاوی ہندیہ میں ہدایہ شریف کے حوالے سے ہے: ولا يدفع إلى بني هاشم، وهم آل علي وآل عباس وآل جعفر وآل عقيل وآل الحارث بن عبد المطلب كذا في الهداية یعنی بنو ہاشم کو (زکوۃ و دیگر صدقات واجبہ) نہیں دیے جاسکتے، اور بنو ہاشم سے مراد آلِ علی، آلِ عباس آلِ جعفر، آلِ عقیل، اور آلِ حارث بن عبد المطلب ہیں، ایسا ہی ہدایہ میں ہے۔[الفتاوی الهندية،كتاب الزكاة ،الباب السابع فی المصارف]

فتاوی رضویہ میں ہے: "زکوۃ ساداتِ کرام و سائر بنی ہاشم پر حرامِ قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے ائمہ ثلٰثہ بلکہ ائمہ مذاہبِ اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کا اجماع قائم۔ (فتاویٰ رضویہ، ج10، ص 99، رضا فاؤنڈیشن)

بہار شریعت میں ہے: "بنی ہاشم کو زکاۃ نہیں دے سکتے۔ نہ غیر انھیں دے سکے، نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔ بنی ہاشم سے مُراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبد المطلب کی اولادیں ہیں۔ (بہار شریعت، ح 5)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

05 شعبان المعظم 1444ء 26 فروری 2023ھ

صدقات واجبہ ونافلہ کی رقم مسجد میں دینا

سوال: کیا صدقہ و خیرات کا پیسہ مسجد میں دے سکتے ہیں؟ (سائل: نعیم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

صدقات واجبہ مثلاً زکوۃ فطرہ منت وغیرہ کے پیسے مسجد میں نہیں دے سکتے کیونکہ صدقات واجبہ میں کسی کو مالک بنانا ضروری ہوتا ہے اور مسجد کو دینے میں مالک بنانے کی رط نہیں پائی جاتی البتہ نفلی صدقات مسجد میں دیے جاسکتے ہیں۔

تبیین الحقائق و فتاوی ہندیہ میں ہے: " لا یجوز أن یبنی بالزکاۃ المسجد لأن التملیك شرط فیھا ولم یوجد "زکوۃ کے پیسے سے مسجد بنانا جائز نہیں کیونکہ زکوٰۃ میں کسی کو مالک بنانا شرط ہے اور یہاں وہ شرط نہیں پائی جاتی۔[تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ، کتاب الزکاۃ ، باب المصرف ، 1/300]

درمختار و فتاوی شامی میں ہے: "(مصرف الزکاۃ والعشر) وھو مصرف أیضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلك من الصدقات الواجبۃ " یعنی زکوۃ عشر کا مصرف اور صدقہ فطر، کفارہ و نذر وغیرہ صدقات واجبہ کا مصرف بھی وہی زکوۃ و عشر والا ہے۔

[الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین ، کتاب الزکاۃ]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

17رجب المرجب 1444ھ9فروری2023ء

Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No: +923471992267

عشر کے متعلق ایک مسئلہ

سوال: مفتی صاحب جو فصل کچھ دن بارش کے پانی اور کچھ دن بورنگ کے پانی سے سیر اب ہوتی ہے اُسکا عشر کتنا ہو گا؟ (سائل: گل شاہد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مذکورہ صورت میں اگر فصل اکثر بارش کے پانی سے سیر اب ہوتی ہے تو پید اور پر دسواں حصہ دینا لازم ہو گا اور اگر اکثر بورنگ کے پانی سے یا بارش و بورنگ دونوں سے برابر برابر پانی پہنچتا ہے تو پید اوار کا بیسواں حصہ دینا ہو گا، چنانچہ در مختار میں ہے: ولو سقی سیحا وبآلۃ اعتبر الغالب ولو استویا فنصفہ یعنی اگر کھیت بارش کے پانی اور آلہ (ڈھول وغیرہ) دونوں سے سیر اب ہوا تو غالب کا اعتبار کیا جائے گا، اور اگر دونوں سے برابر سیر اب ہوا تو پھر نصف عشر ہو گا [الدر المختار کتاب الزکاۃ، باب العشر]

بہار شریعت میں ہے: "اگر وہ کھیت کچھ دنوں مینھ کے پانی سے سیر اب کیا جاتا ہے اور کچھ دنوں ڈول چرسے سے تو اگر اکثر مینھ کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول چرسے سے تو عشر واجب ہے، ورنہ نصف عشر۔ (بہار شریعت، زراعت و پھلوں کی زکوۃ، ج 1، حصہ 5، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی
20رجب المرجب 1444ھ 12فروری 2023ء

مسجد کے چندے سے امام موذن کی تنخواہ

سوال: مفتی صاحب جو چندہ مسجد کے لئے اکٹھا کیا جاتا ہے، اس سے موذن اور امام کو تنخواہ دینا ٹھیک ہے یا وہ صرف مسجد کے کام کاج میں خرچ کیا جائے؟ (سائل: قاری حنیف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مسجد کا چندہ مسجد کے مصارفِ معہودہ (یعنی عمومی اخراجات جو مسجد میں کیے جاتے ہیں) کے لیے دیا جاتا ہے، اور ہمارے ہاں ان عمومی اخراجات میں امام و مؤذن کی تنخواہ بھی شامل ہے، لہذا مسجد کے عمومی چندے سے امام وموذن کو تنخواہ دینا جائز ہے، البتہ یہ یاد رہے کہ اگر خاص مسجد کی تعمیرات وغیرہ کے لیے چندہ کیا گیا تو یہ چندہ تعمیراتی کام میں ہی خرچ ہو گا۔

کتاب "چندے کے بارے میں سوال وجواب" میں ہے: "مسجد کے نام پر ملا ہوا چندہ وہاں کے عرف کے مطابق استعمال کرنا ہو گا مثلا امام و مؤذن اور خادم کی تنخواہیں، مسجد کی بجلی کا بل عمارت مسجد یا اس کی اشیاء کی حسب ضرورت مرمت، ضرورت مسجد کی چیزیں مثلا لوٹے، جاڑو، پائیدان، بتی، پنکھے، چٹائی وغیرہ۔ (چندے کے بارے میں سوال وجواب، ص26، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

20رجب المرجب 1444ء12فروری2023ھ

محفل سے بچ جانے والا چندہ

سوال: اگر محفل کا چندہ بچ جائے تو کیا وہ مدرسہ یا مسجد کو دے سکتے ہیں؟ (سائل: ضیاء المصطفی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

محفل سے بچ جانے والا چندہ، چندہ دینے والوں کی ملکیت میں رہتا ہے لہذا اُنہیں واپس کر دیا جائے یا اُن سے اجازت لے کر مسجد، مدرسہ یا کسی دوسرے کام میں خرچ کریں، وہ نہ ہوں تو وارثوں کو دے دیں، یا عاقل بالغ وارث جس کام کی اجازت دیں اُسی میں لگائیں، اگر ایسا نہ ہو سکے تو اسی طرح کی دوسری محفل یا کسی نیک کام میں خرچ کریں، فتاوی رضویہ میں ہے:" چندہ کا روپیہ چندہ دینے والوں کی ملک رہتا ہے جس کام کے لئے وہ دیں جب اُس میں صَرف نہ ہو تو فرض ہے کہ انہیں کو واپس دیا جائے یا کسی دوسرے کام کے لئے وہ اجازت دیں اُن میں جو نہ رہا ہو ان کے وارثوں کو دیا جائے یا ان کے عاقل بالغ جس کام میں اجازت دیں، ہاں جو اُن میں نہ رہا اور اُن کے وارث بھی نہ رہے یا پتا نہیں چلتا یا معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس کس سے لیا تھا، کیا کیا تھا، وہ مثل مالِ لقطہ ہے، مصارفِ خیر مثل مسجد اور مدرسہ اہل سنت و مطبع اہل سنت وغیرہ میں صَرف ہو سکتا ہے۔ ایک اور مقام پر ہے: جب اُن کا پتا نہ چل سکے تو اب یہ چاہئے کہ جس طرح کے کام کے لئے چندہ لیا تھا اسی طرح کے دوسرے کام میں اٹھائیں، مثلاً تعمیر مسجد کا چندہ تھا مسجد تعمیر ہو چکی تو باقی بھی کسی مسجد کی تعمیر میں اٹھائیں، غیر کام مثلاً تعمیر مدرسہ میں صرف نہ کریں، اور اگر اس طرح کا دوسرا کام نہ پائیں تو باقی روپیہ فقیروں کو تقسیم کر دیں

(فتاوی رضویہ، ج 23 ص 567،، ج 16 ص 207)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

19 جمادی الاخری 1444ھ/12 جنوری 2023ء

قبرستان کے پھل

سوال: قبرستان میں لگے ہوئے درختوں کے پھل کھانا جائز ہے؟

(سائل: ارمان جنان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

موقوفہ قبرستان میں اگرچہ ذاتی درخت لگانا درست نہیں لیکن اگر کسی نے لگائے تو وہ درخت اسی کی ملک ہیں، انکا پھل مالک کی اجازت سے کھا سکتے ہیں، البتہ جو درخت خود اُگے یا ان کو لگانے والا معلوم نہیں وہ قبرستان کی ملک ہیں، انکا پھل کھانے کی اجازت نہیں۔ بہار شریعت میں ہے: "قبرستان میں کسی نے درخت لگائے تو یہی شخص ان درختوں کا مالک ہے اور درخت خود اُگیں یا معلوم نہیں کس نے لگائے تو قبرستان کے قرار پائیں گے یعنی قاضی کے حکم سے بیچ کر اسی قبرستان کی درستی میں صَرف کیا جائے۔ (بہار شریعت، جلد 2، حصہ 10، صفحہ 570)

کتاب "وقف کے شرعی مسائل" میں بحوالہ فتاوی فیض رسول ہے: "جس نے مسلمانوں کے قبرستان میں درخت لگائے وہی شرعاً ان درختوں اور پھلوں کا مالک ہے، اور اسکے بعد درختوں و پھلوں کے مالکان اسکی کی اولاد ہیں." (وقف کے شرعی مسائل، ص 217، مکتبہ اہلسنت)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

11جمادی الاخری 1444ھ/4 جنوری 2023ء

کفارہ قسم میں غلام آزاد کرنے کھانا کھلانے لباس پہنانے کی طاقت نہیں

سوال: زید پر کئی قسموں کے کفارے ہیں اور زید کی سیلری 22،20 ہزار ہے۔ کرایہ، فیس وغیرہ دیگر گھریلو اخراجات کے بعد اس کے پاس کچھ نہیں بچتا، کیا زید روزے رکھ سکتا ہے کفارے کے طور پر؟
(سائل: عبد الہادی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

جب زید غلام آزاد کرنے، دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا لباس دینے کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ ایک قسم کے بدلے میں لگاتار تین روزے رکھے، چنانچہ قرآن پاک میں ہے: "فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍؕ-ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَیْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْؕ-وَ احْفَظُوْۤا اَیْمَانَكُمْؕ "ترجمہ: تو جو نہ پائے تو تین دن کے روزے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ (سورۃ المائدۃ، آیت 89)
محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: " وإذا حنث الرجل في يمينه وهو معسر لا يجد ما يعتق ولا ما يكسو ولا ما يطعم فعليه الصيام ثلاثة أيام متتابعة "یعنی جب کوئی تنگ دست اپنی قسم میں حانث ہو گیا، اور غلام آزاد کرنے، مساکین کو کھانا کھلانے یا لباس پہنانے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس پر لگاتار تین دن کے روزے رکھنا لازم ہے۔ [الأصل للشيباني، کتاب الأیمان، باب کفارۃ الیمین، ۲/۲۹۴]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کتبہ
ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی
12جمادی الاخری 1444ء/5 جنوری 2023ھ

کام ہو جانے پر مسجد میں پیسے دینے کی منت

سوال: میں نے منت مانی تھی کہ جب میرا کام ہو جائے گا تو 1000 روپیہ مسجد میں دوں گا، کیا یہ شرعی منت ہے، کیا اسے پورا کرنا لازم ہے؟ (سائل: محمد عنصر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

آپ نے اچھا اور نیک کام کرنے کا ارادہ کیا ہے تو بہتر یہی ہے کہ آپ اپنا کام پورا ہونے پر مسجد میں ہزار روپیہ دیں، البتہ یہ منت، منت شرعی نہیں جسکا پورا کرنا واجب ہو کیونکہ اُصولا مسجد میں پیسے دینے کی منت، شرعی منت نہیں۔ فتاوی ہندیہ میں شرعی منت کی شرائط میں ہے: (أحدها) أن يكون الواجب من جنسه شرعا فلذلك لم يصح النذر بعيادة المريض (والثانی) ان يكون مقصودا لا وسيلة یعنی جس کام کی منت مانی ہے وہ شرعی واجب کی جنس سے ہو، پس عیادت مریض کی منت درست نہیں اور دوسری شرط یہ ہے کہ وہ چیز مقصود بالذات ہو وسیلہ نہ ہو۔[الفتاوى الهندية ،کتاب الصوم]

بدائع الصنائع میں ہے: فلا يصح النذر بعيادة المرضى وتشييع الجنائز والوضوء والاغتسال ودخول المسجد ومس المصحف والأذان وبناء الرباطات والمساجد وغير ذلك وإن كانت قربا لأنها ليست بقرب مقصودة ويصح النذر بالصلاة والصوم والحج والعمرة۔ ۔والاعتكاف ونحو ذلك لأنها قرب مقصودة یعنی مریض کی عیادت، جنازہ میں شرکت وضو، غسل، مسجد میں داخل ہونے، اذان، مسافر خانے و مساجد بنانے کی منت درست نہیں، اگرچہ یہ تمام کام عبادت وثواب ہیں، کیونکہ یہ کام عبادت مقصودہ نہیں، اور نماز، روزہ، حج و عمرہ، اعتکاف وغیرہ کی منت درست ہے کیونکہ یہ عبادت مقصودہ ہیں

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

25رجب المرجب 1444ھ17فروری2023ء

نانی کا دودھ پینے کی صورت میں ماموں کی بیٹی سے نکاح حرام ہے

سوال: مفتی صاحب اگر ایک آدمی نے بچپن میں اپنی نانی کا دودھ پیا ہو تو کیا وہ اپنے ماموں کی بیٹی سے شادی کر سکتا ہے؟

(سائل: قاری محمد ادریس قادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مذکورہ صورت میں وہ شخص اپنے ماموں کی بیٹی سے نکاح نہیں کر سکتا، کیونکہ جب اس نے اپنی نانی کا دودھ پیا تو نانی کی اولاد (ماموں، خالہ) رضاعی یعنی دودھ کے رشتہ سے اسکے بہن بھائی بن گئے، اس اعتبار سے ماموں کی بیٹی مذکورہ شخص کی رضاعی بھتیجی بن گئی، شرعاً جیسے نسبی بھتیجی سے نکاح کرنا جائز نہیں ایسے ہی رضاعی بھتیجی سے بھی جائز نہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ہے: "یحرم من الرضاع ما یحرم من الولادۃ "یعنی جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ دودھ کی وجہ سے بھی حرام ہیں۔ (بخاری شریف)

ہدایہ شریف میں ہے:"یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب " رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے ہو جاتے ہیں۔(الھدایہ، کتب النکاح) الجوہرۃ النیرہ میں ہے: " کذلک بنات اخیہ وبنات اختہ من الرضاعۃ "یعنی نسبی کی طرح رضاعی بھائی بہن کی بیٹیاں بھی حرام ہیں۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

1 رجب المرجب 1444ھ/24جنوری2023ء

حرمت رضاعت

سوال: بچہ یا بچی کے ناک میں کسی عورت کا دودھ ڈالنے سے کیا حرمتِ رضاعت ثابت ہو گی؟

(محمد اسحاق عطاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مدتِ رضاعت میں عورت کا دودھ ناک کے ذریعے کسی بچے یا بچی کے اندر پہنچ جائے تو بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے. چنانچہ المحیط البرہانی میں ہے : " وتثبت حرمة الرضاع بالسعوط "یعنی ناک کے ذریعے دودھ اندر پہنچانے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

[المحیط البرھاني في الفقه النعماني، کتاب النکاح، الفصل الثالث عشر، ۳/۷۱]

بہار شریعت میں ہے : " (دودھ کے رشتے میں) دودھ پینے سے مراد یہی معروف طریقہ نہیں بلکہ اگر حلق یا ناک میں ٹپکایا گیا جب بھی یہی حکم ہے اور تھوڑا پیا یا زیادہ بہر حال حرمت ثابت ہو گی، جبکہ اندر پہنچ جانا معلوم ہوا۔ (بہار شریعت، جلد 2، حصہ 8، صفحہ 37، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

13جمادی الاخری 1444ء/6 جنوری 2023ھ

نکاح کرانے کے پیسے لینا

سوال: مفتی صاحب جو لوگ اپنی بیٹیوں، بہنوں کو نکاح میں دینے پر پیسے لیتے ہے یا کہتے ہے ہمیں 2 تولہ سونا دو تب نکاح کراؤنگا، آجکل یہ بات عام ہے تو اس کا کیا گناہ ہے؟ (سائل: سیفی چشتی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

لڑکی کے گھر والوں کا نکاح سے پہلے یا بوقت نکاح یا بوقت رخصتی، یوں اپنے لیے پیسے لینا جائز نہیں کہ یہ رشوت ہے۔ بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے: لو خطب امرأة في بيت أخيها فأبى الأخ أن يدفع إليه دراهم فدفع ثم تزوجها كان للزوج أن يسترد ما دفع له...أي قائما أو هالكا ؛ لأنه رشوة كذا في البزازية ـ ـ ـ ولو أخذ أهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج أن يسترده ؛ لأنه رشوة "یعنی عورت کو اسکے بھائی کے گھر کسی نے نکاح کا پیغام بھیجا، بھائی نے نکاح کرانے سے انکار کیا اس بات پر کہ مرد اسکو دراہم دے، پھر مرد نے اسے دراہم دیے، اس بھائی نے اسکے ساتھ نکاح کرادیا تو مرد، دیے گئے دراہم واپس لینے کا حقدار ہے، یعنی وہ درہم موجود ہوں یا ہلاک ہو گئے ہوں کیونکہ یہ رشوت ہے، ایسا ہی بزازیہ میں ہے۔۔۔اور عورت کے اہل نے، عورت کو شوہر کے حوالے کرتے وقت کوئی چیز لی تو شوہر واپس لے سکتا ہے کیونکہ یہ رشوت ہے۔[البحر الرائق شرح كنز الدقائق ،كتاب النكاح ،باب المهر]

بہار شریعت میں ہے: لڑکی والوں نے نکاح یا رخصت کے وقت شوہر سے کچھ لیا ہو یعنی بغیر لیے نکاح یا رخصت سے انکار کرتے ہوں اور شوہر نے دے کر نکاح یا رخصت کرائی تو شوہر اس چیز کو واپس لے سکتا ہے اور وہ نہ رہی تو اس کی قیمت لے سکتا ہے کہ یہ رشوت ہے۔ (بہار شریعت، نکاح کا بیان)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

21رجب المرجب 1444ھ 13فروری 2023ء

نکاح میں لڑکی کے نام رقم یا زمین کرانے کی شرط رکھنا

سوال: کیا لڑکی کے گھر والے نکاح میں یہ شرط رکھ سکتے ہیں کہ ہماری بیٹی کے نام کچھ رقم یا زمین کر دو؟ کیا ایسی شرائط سے نکاح ہو جائے گا اور انہیں پورا کرنا پڑے گا؟ (سائل: دلاور حسین قادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نکاح میں زمین یا کچھ رقم بیٹی کے نام کرانے کی شرط اگر بطورِ مہر ہے تو درست ہے اور شوہر پر یہ رقم و زمین دینا لازم ہو گا، اور اگر یہ شرط مہر کے علاوہ ہے تو شرط ہی باطل ہے، شوہر پر اسے پورا کرنا بھی لازم نہیں شوہر کی مرضی چاہے زمین یا رقم وغیرہ دے نہ دے، ہاں اگر اُس نے دینے کا وعدہ کیا ہے تو یہ وعدہ اُسے پورا کرنا چاہیے، اور یہ بھی یاد رہے کہ نکاح میں اسطرح کی شرائط رکھنے نہ رکھنے، ماننے نہ ماننے، پورا کرنے نہ کرنے سے نکاح کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ نکاح میں شرائط کی مختلف اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: والثاني: ما يبطل فيه الشروط ويصح النكاح ، مثل أن يشترط أن لا يكون لها مهر ، وأن ينفق عليها ، ولا يطأها ۔۔۔أو شرط عليها أن تنفق علي فهذه الشروط كلها باطلة ، لأنها تنافي مقتضى العقد ، والنكاح صحيح في الصور كلها ؛ لأنه لا يبطل بالشروط الفاسدة " یعنی دوسری وہ قسم جس میں شرائط باطل ہیں اور نکاح صحیح، مثلاً یہ شرط لگانا کہ عورت کے لیے مہر نہ ہو گا، یا مرد عورت پر خرچ کرے گا، اور یہ کہ اس سے وطی نہ کرے گا۔۔۔ یا عورت پر یہ شرط لگانا کہ وہ مرد پر کچھ خرچ کرے گی، یہ سب شرائط باطل ہیں کیونکہ یہ تقاضہ عقد کے منافی ہیں، اور تمام صورتوں میں نکاح صحیح ہے اسلیے کہ نکاح شروط فاسدہ سے باطل نہیں ہوتا۔ (البنایہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

17 رجب المرجب 1444ھ 09 فروری 2023ء

کاروبار میں کتنا منافع جائز ہے؟

سوال: اگر مجھے ایک چیز 500 کی ملی، اور میں نے بیچنی ہے تو شرعاً میں کس حد تک منافع لے سکتا ہوں؟ اور جن چیزوں کی قیمت مارکیٹ میں فِکس ہوتی ہے سب کو پتہ ہے یہ اتنے کی ہی ہے تو پھر اس پر مزید منافع وصول کرنا کیسا؟ (سائل: محمد فیضان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

شریعت نے نفع کی مقدار مقرر کیے بغیر تجارت کو حلال فرمایا، اور مقدارِ نفع کو عاقدین (بائع و مشتری) کی مرضی پر چھوڑا، لہذا مالک اپنی چیز بغیر دھوکہ فراڈ کے جتنے کی چاہے بیچے، خریدار چاہے تو اتنے کی لے لے یا چھوڑ دے۔ البتہ تاجروں کو چاہیے کہ اخلاقی طور پر چیزوں کا ریٹ زیادہ نہ کریں، بلکہ عوام کی خیر خواہی کریں۔ اگر تاجر بہت زیادہ نفع مقرر کریں جس سے عوام مشقت میں پڑ جائے تو حکومت کو اختیار ہے کہ ایک مناسب نفع مقرر کر کہ عوام کو مشقت سے بچائے، اور اس صورت میں تاجروں کا حکومت کی طرف سے مقررہ نفع سے زیادہ میں چیز بیچنا درست نہیں۔

قرآن مجید میں ہے: اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰواؕ ترجمہ: اللہ نے خرید و فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔ (القرآن، البقرۃ، آیت نمبر 275)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: عن أبي قلابة، قال: «إذا اختلف النوعان، فبع كيف شئت» یعنی حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب دو چیزوں کی نوع مختلف ہو تو جیسے چاہے بیچ۔
(مصنف ابن أبي شيبة، كتاب البيوع والأقضيہ، باب فی الحنطۃ بالشعیر)

فتح القدیر میں ہے: لو باع كاغدة بألف يجوز ولا يكره یعنی اگر کسی نے کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپے کے بدلے میں بیچا تو جائز ہے۔ (فتح القدیر للکمال ابن الھمام، کتاب الکفالۃ)

مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی چیز کو کم یا زیادہ جس قیمت پر مناسب جانے بیع کرے، تھوڑا نفع لے یا زیادہ، شرع سے اس کی ممانعت نہیں" (فتاوی امجدیہ، جلد 3 ص 181، مکتبہ رضویہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

05 شعبان المعظم 1444ھ 26 فروری 2023ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

پرائز بانڈ مہنگے بیچنا

سوال: سو بانڈز کی قیمت 70ہزار ہے مگر بیچنے والا شرط لگاتا ہے کہ ہر بانڈ پر دس روپے اضافی لے گا یعنی 71ہزار لے گا،کیا یہ جائز ہے،اور جواز کی کوئی صورت بتادیں۔(سراج حسین قادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پرائز بانڈ مہنگے بیچنا، خریدنا درست ہے بشرطیکہ یہ معاملہ اُدھار نہ ہو۔البتہ اگر پرائیویٹ طور پر پرائزبانڈیوں خریدنے، بیچنے میں قانونی سختی ہو تو جائز نہیں۔

ہدایہ شریف میں ہے :وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء" یعنی جب عوضین میں جنس اور قدر میں سے کوئی ایک چیز پائی جائے اور دوسری نہ ہو تو زیادتی جائز اور ادھار حرام ہے۔[الهداية في شرح بداية المبتدي ،كتاب البيوع]

اپنے آپ کو ذلت ورسوائی پر پیش کرنا جائز نہیں چنانچہ ابن ماجہ شریف میں ہے : " قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا ينبغي للمؤمن أن يذل نفسه ترجمہ :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کسی مومن کے لائق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلت ورُسوائی میں پیش کرے۔(سنن ابن ماجه ،كتاب الفتن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

25رجب المرجب 1444ھ17فروری2023ء

اپنی پروڈکٹ پر کسی دوسری کمپنی کا لیبل لگانا

سوال: مفتی صاحب دوسری کمپنی کا نام یا لیبل اپنی پروڈکٹ پر لگا کر بیچنا کیسا؟ (سائل: ذاکر حسین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اپنی پروڈکٹ پر دوسری کمپنی کا لیبل لگانا اور یہ ظاہر کرنا کہ یہ اسی کمپنی کی پروڈکٹ ہے جائز نہیں کیونکہ اس میں جھوٹ، فراڈ، دھوکہ دہی کے ساتھ ساتھ دوسروں کو نقصان پہنچانا بھی ہے، نیز اس میں ملکی قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں اپنے آپ کو ذلت پر بھی پیش کرنا ہے جو کہ جائز نہیں، چنانچہ مسلم شریف میں ہے: حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، غلہ کی ڈھیری کے پاس سے گزرے، اُس میں ہاتھ ڈالا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُنگلیوں میں تری محسوس ہوئی تو ارشاد فرمایا: ما هذا يا صاحب الطعام ؟قال أصابته السماء يا رسول الله ، قال:أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس ،من غش فليس مني" یعنی اے غلہ والے یہ کیا ہے؟ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس پر بارش کا پانی پڑ گیا تھا، ارشاد فرمایا کہ تو نے بھیگے ہوئے کو اوپر کیوں نہیں کر دیا کہ لوگ دیکھتے جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الإیمان، حدیث نمبر 102)

فتاوی یورپ میں ہے "اپنی دوکان یا فارم یا تنظیم کا کوئی نہ کوئی نام رکھ لینے کا حق ہر آدمی کو حاصل ہے، لیکن اگر کوئی نام کسی نے رکھ لیا اور اسی نام سے اسکا مفاد وابستہ ہو گیا، تو اب دوسرے شخص کو یہ حق نہ رہا کہ اسی نام کا استعمال کرے، خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ وہ نام رجسٹرڈ بھی ہو، کیونکہ اس میں عوام کو دھوکہ دینا، ایک بھائی کے تجارتی مفاد کو غصب کرنا اور آئینی جرم کا ارتکاب بھی ہے۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

29 جمادی الاخری 1444ء 22 جنوری 2023ھ

مفتی حسن رضا قادری صاحب
فقہی مسائل گروپ
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No: +923471992267

قیمت معین کیے بغیر گاڑی لینا

سوال: ایک بینک پانچ سال کے اقساط پر گاڑی دیتا ہے لیکن اس شرط پر کہ گاڑی کی موجودہ قیمت نہیں بلکہ پانچ سال بعد جو قیمت ہو گی وہ وصول کرونگا، اس طرح جائز ہے؟ (سائل: محمد دین سیفی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یہ صورت جائز نہیں کیونکہ بیع کی شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ثمن (گاڑی کی قیمت) معلوم ہو، جبکہ اس صورت میں گاڑی کا ریٹ معلوم نہیں، لہذا یہ صورت جائز نہیں۔

الجوہرۃ النیرۃ میں ہے: وجهالة مقدار الثمن تمنع صحة العقد یعنی مقدار ثمن کی جہالت عقد کے صحیح ہونے کے لیے رکاوٹ ہے۔ [الجوهرة النيرة على مختصر القدوري ، كتاب البيوع]

فتاوی ہندیہ میں ہے: ومنها أن يكون المبيع معلوما والثمن معلوما علما يمنع من المنازعة یعنی بیع کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے یہ ہے کہ مبیع و ثمن دونوں ایسی معلوم ہوں کہ جھگڑا نہ ہو۔

[مجموعة من المؤلفين ، الفتاوى الهندية ، كتاب البيوع ، ٣/٣]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

22رجب المرجب 1444ھ/14فروری 2023ء

ڈاکٹر کا حمل ساقط کرنے والی دوائیں بیچنا

سوال: مفتی صاحب کیا ڈاکٹر کا حمل ساقط کرنے والی دوائیاں بیچنا یا مریض کو دینا جائز ہے؟ (سائل: اعجاز احمد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ڈاکٹر کا مذکورہ دوائیں بیچنا یا مریضوں کو دینا جائز ہے کیونکہ بعض صورتوں میں شرعاً حمل ساقط کرانے کی اجازت ہے، آگے اگر کوئی ان دواؤں کا استعمال غلط کرے تو اسکا وبال اُسی پر ہے نہ کہ ڈاکٹر پر۔ہاں جس مریض کے متعلق ڈاکٹر کو معلوم ہو کہ یہ ناجائز طور پر حمل ضائع کر رہا ہے تو اسے بیچنا جائز نہیں۔

جدالممتار میں ہے: ان الشئی اذا صلح فی حد ذاتہ بان یستعمل فی معصیۃ و فی غیرھا و لم یتعین للمعصیۃ فلم یکن بیعہ اعانۃ علیھا، لاحتمال ان یستعمل فی غیر المعصیۃ و انما یتعین ذلک بقصد القاصدین والشك لایؤثر یعنی جب کوئی شے اپنی ذات کے اعتبار سے گناہ اور گناہ کے علاوہ ہر دو طرح کے کام میں استعمال ہو سکتی ہو اور خاص گناہ کے لیے متعین نہ ہو، تو اُسے بیچنا گناہ پر مدد کرنا نہیں کہلائے گا، کیونکہ یہ احتمال موجود ہے کہ وہ گناہ کے علاوہ کسی اور جائز کام میں استعمال کرلے۔ کسی چیز کا تعیُّن ارادہ کرنے والوں کے ارادے سے ہوتا ہے (اور ارادہ معلوم نہیں تو محض شک ہی رہ گیا) اور شک مؤثِّر نہیں ہوتا، (یعنی شک پائے جانے کی صورت میں بھی بیچنا جائز ہے۔) (جد الممتار، جلد7، کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ76، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

07 شعبان المعظم 1444ء 28 فروری 2023ھ

قرعہ اندازی کر کے کاروبار، جوئے کی ایک صورت

سوال: ہم بہت سے لوگ ہیں اور ہر ممبر سے 100 روپے جمع کر کے قرعہ اندازی کے ذریعے، مکمل رقم ایک ممبر کو دیں گے جس سے وہ کاروبار شروع کرے گا، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ (سائل: واجد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر تو صورت یہ ہے کہ ہر مہینے کسی ایک ممبر کا نام نکلے گا، باری باری سب کا نکلے گا، اور جس نے جتنی رقم جمع کرائی اتنی اسکو مل جائے گی اگرچہ دیر سے تو یہ صورت جائز ہے، لیکن اسطرح کرنا کہ جسکا نام نکلے گا وہ سائیڈ پر ہو جائے گا بقیہ اقساط نہیں دے گا، پھر باقی افراد اس نظام کو آگے چلائیں گے، یوں دوسرے ممبرز جنکا نام جتنا لیٹ ہوتا جائے گا انکو اتنا نقصان ہوتا جائے گا حتی کہ سب سے آخر والے کو کچھ نہ ملے گا، یہ صورت جوئے پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز وحرام ہے۔

المحیط البرہانی میں ہے:" القمارمشتق من القمر الذی یزداد وینقص ، سمی القمار قماراً ، لا ن کل واحد من المقامرین ممن یجوز ان یذھب مالہ الی صاحبہ ، ویستفید مال صاحبہ ، فیزداد مال کل واحد منھما مرۃ وینتقص اخری ، فاذا کان المال مشروطاً من الجانبین کان قماراً ، والقمار حرام ، ولان فیہ تعلیق تملیک المال بالخطر ، وانہ لا یجوز " یعنی قمار، قمر سے نکلا ہے، جو بڑھتا اور گھٹتا ہے، اسے قمار اس لیے کہا جاتا ہے کہ جوا کھیلنے والوں میں سے ہر ایک کا مال اس کے ساتھی کے پاس جا سکتا ہے اور وہ اپنے ساتھی کے مال سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے، پس ان میں سے ہر ایک کا مال کبھی بڑھ جاتا ہے اور کبھی کم ہو جاتا ہے، پس جب مال جانبین سے مشروط ہو تو وہ قمار ہو گا اور قمار حرام ہے اور اس لیے کہ اس میں مال کے مالک بنانے کو خطرے پر معلق کیا جاتا ہے اور یہ ناجائز ہے۔ (المحیط البرھانی فی الفقہ النعمانی، کتاب الاستحسان والکراھیۃ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

21رجب المرجب 1444ھ/13فروری 2023ء

دُکاندار کا مختلف گاہکوں کی مرغیوں کے پنجے بیچنا

سوال: مرغی والے کسٹمر کو پوری مرغی کا وزن کر کے قیمت بتاتے ہیں، پھر بعد ذبح پیس بنا کر دیتے ہیں، جبکہ پنجے نہیں دیتے، اور بعد میں کسی دوسرے کو بیچ دیتے ہیں، ایسا کرنا کیسا؟ (سائل: تسلیم ہاشمی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ہمارے علاقوں میں عُرف و عادت یہی ہے کہ مرغی کا مالک، پنجے وصول نہیں کرتا بلکہ وہیں دوکان پر ہی رہنے دیتا ہے، بلکہ بعض اوقات تو دوکان والا بھی پنجے کچرے میں ڈال دیتا ہے، ایسے میں اگر کوئی دُکاندار پنجے جمع کر کے بیچتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ جن چیزوں کو عادۃ پھینک دیا جاتا ہو یا اس انداز میں ان کو چھوڑ دیا جاتا ہو جس سے سمجھا جائے کہ مالک کسی دوسرے کے لیے ان چیزوں کو لینے پر راضی ہے، تو ایسی چیزوں کو لینا جائز ہے اور لینے سے لینے والے کی ملکیت بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ردالمحتار میں ایسی چیزوں کے متعلق علامہ شامی علیہ الرحمتہ نے فرمایا: "والملك يثبت عند الأخذ...ويقرره أن مجرد الإلقاء من غير كلام يفيد هذا الحكم كمن ينثر السكر والدراهم في العرس وغيره ،فمن أخذ شيئا ملكه لأن الحال دليل على الإذن "اور لیتے ہی اسکی ملکیت ثابت ہو جائے گی.. اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ بغیر کسی قسم کا کلام کیے محض پھینکنا ہی اس حکم (اباحت و تملیک) کا فائدہ ہے، جیسے شادیوں وغیرہ میں دراہم اور چھوہارے لوٹانا، پس جس نے ان چیزوں کو لے لیا وہی انکا مالک ہو گیا، کیونکہ یہ انداز اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مالک کی طرف سے لینے کی اجازت ہے۔

[الدر المختار وحاشية ابن عابدين ،كتاب اللقطه ، ٢٨٥/٤]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

5رجب المرجب 1444ھ28جنوری2023ء

سکول والوں کا ایڈوانس فیس لے کر واپس نہ دینا

سوال: سکول کالجز والوں نے داخلہ فارم پر شرط لکھی ہوتی ہے کہ "جمع کرائی گئی فیس ناقابل واپسی ہو گی" اب اگر بچہ ایک دن بھی اسکول نہ جائے تو کیا یہ پیسے لینا انکے لیے جائز ہے؟

(سائل: سُہیل شریف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عموماً سکول و کالج میں ایڈوانس فیس لی جاتی ہے اور ایڈوانس فیس لینا جائز ہے، نیز شرعی طور پر ایڈوانس لی گئی فیس کے وہ مالک بھی ہو جاتے ہیں، اب جبکہ سکول والے بچے کو پڑھانے وغیرہ سے انکار نہیں کرتے بلکہ بچہ خود سکول نہیں جارہا یا گھر والے نہیں بھیج رہے تو اس میں گھر والوں کی غفلت ہے، سکول والوں کا کوئی قصور نہیں لہذا انکے لیے وہ فیس رکھنا جائز ہے، البتہ اگر سکول والے خود واپس کر دیں تو اُن کی مرضی، واپس کرنا اُن پر لازم نہیں۔ بہار شریعت میں ہے: اجرت ملک میں آنے کی چند صورتیں ہیں (1) اس نے پہلے ہی سے عقد کرتے ہی اجرت دیدی دوسرا اس کا مالک ہو گیا یعنی واپس لینے کا اس کو حق نہیں ہے (2) یا پیشگی لینا شرط کر لیا ہو اب اجرت کا مطالبہ پہلے ہی سے درست ہے۔

(بہار شریعت، جلد:3، صفحہ:110، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

15جمادی الاخری 1444ھ/8جنوری 2023ء

فیس دے کر کسی سے اسائنمنٹ، ہوم ورک، مقالہ لکھوانا

سوال: کیا کسی دوسرے سے اسائنمنٹ، ہوم ورک، مقالہ لکھوانا اور اسکی فیس لینا دینا جائز ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جامعہ، سکول وکالج کا وہ کام جو ادارے کی طرف سے طالبعلم کو بطورِ امتحان دیا جاتا ہے، اور اسکی بناء پر اسکی تعلیمی قابلیت کا جائزہ لیا جاتا ہے، اسے کسی دوسرے سے لکھوانا اور اپنی طرف منسوب کرنا شرعاً و قانوناً درست نہیں کیونکہ اس میں جھوٹ، دھوکہ دہی اور دیگر طلباء کی حق تلفی ہے جو کہ جائز نہیں اور یوں کسی کو اسائنمنٹ یا ہوم ورک لکھ کر دینے کی بھی اجازت نہیں، البتہ یہ یاد رہے کہ فی نفسہ جائز مواد، لکھنے لکھانے کی فیس لینا دینا جائز و حلال ہے۔

اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: " وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ" ترجمہ: اور گناہ وزیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔(القرآن ، المائدہ ،آیت:2)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إياكم والكذب ، فإن الكذب يهدي إلى الفجور ، وإن الفجور يهدي إلى النار....الخ " یعنی جھوٹ سے بچو، بیشک جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔(سنن أبي داود ، كتاب الأدب ، باب في التشديد فى الكذب ، ٢٩٧/٤)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " من غش فليس مني "یعنی جس نے دھوکا دیا وہ مجھ سے نہیں یعنی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔[مسلم ، صحیح مسلم ، كتاب الإيمان ، ٩٩/١]

فتاوی رضویہ جلد 17 میں ہے: غدر (دھوکہ) وبدعہدی مطلقاً ہر کافر سے بھی حرام ہے۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

17رجب المرجب 1444ھ/9فروری 2023ء

Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No: +923471992267

ڈیوٹی کے دوران نوافل پڑھنا

سوال: مفتی صاحب کیا دوران ڈیوٹی مالک سے پوچھے بغیر ہم سنت غیر مؤکدہ یا نوافل پڑھ سکتے ہیں؟
(سائل: ملک عبد الودود رضا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ڈیوٹی کے دوران فرض، واجب و سنت مؤکدہ ادا کرنے کی اجازت ہے بلکہ انکا ادا کرنا ضروری ہے، دیگر سنت غیر مؤکدہ و نوافل وغیرہ کی اجازت نہیں ہاں اگر مالک اجازت دے تو کر سکتے ہیں جبکہ آپ مالک کے ہی اجیر ہوں۔

فتاوی شامی میں ہے: وليس للخاص أن يعمل لغيره) بل ولا أن يصلي النافلة. قال في التتارخانية: وفي فتاوى الفضلي وإذا استأجر رجلا يوما يعمل كذا فعليه أن يعمل ذلك العمل إلى تمام المدة ولا يشتغل بشيء آخر سوى المكتوبة وفي فتاوى سمرقند: وقد قال بعض مشايخنا له أن يؤدي السنة أيضا. واتفقوا أنه لا يؤدي نفلا وعليه الفتوى یعنی اجیر خاص کے لیے جائز نہیں ہے کہ (دوران اجارہ) کسی دوسرے کا کام کرے، بلکہ یہ بھی درست نہیں کہ وہ نفل نماز پڑھے، اور فتاوی تتارخانیہ میں فتاوی فضلی کے حوالے سے ہے کہ جب کسی شخص نے کسی کو ایک دن کے لیے اجارہ پر رکھا تو اجیر پر لازمی ہے کہ تمام مدت یہی کام کرے اور فرض نماز کے علاوہ کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو، اور فتاوی سمرقند میں ہے کہ ہمارے بعض مشائخ نے سنت پڑھنے کی بھی اجازت دی ہے، البتہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ نفل نہیں پڑھ سکتا، اور اسی پر فتوی ہے۔

(حاشیة ابن عابدين ،كتاب الإجارة ،مبحث الأجير الخاص)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی
1 رجب المرجب 1444ھ 24 جنوری 2023ء

کیا عورت کا زیور وغیرہ شوہر استعمال کر سکتا ہے

سوال: عورت کا زیور مثلاً مہر اسکی ملک ہے یا پھر اسکا شوہر بھی اس زیور پر حق رکھتا ہے، اور اگر گھر خستہ حال ہو تو کیا بیوی کی رضامندی سے زیور بیچ کر گھر پر لگا سکتے ہیں؟ (سائل: حافظ عارف سلطانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جو زیور عورت کو مہر کے طور پر دیا گیا ہے، اسکی مالک عورت ہی ہے یونہی شوہر یا دیگر رشتہ داروں نے جو زیور اُسے بطورِ تحفہ دیا یا عورت نے اپنے پیسوں سے خریدا، اسکی مالک بھی عورت ہی ہے، شوہر کا اس زیور پر حق نہیں ہاں اگر عورت خوشی سے شوہر کو دے دے تو مرد اپنے استعمال میں لا سکتا ہے اور اس سے گھر کی مرمت بھی کروا سکتا ہے۔

اللہ عزوجل کا ارشاد پاک ہے: " وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةًؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــٴًـا مَّرِیْٓــٴًـا ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو پھر اگر وہ خوش دلی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے پاکیزہ، خوشگوار) سمجھ کر کھاؤ۔

اس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیویوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کریں پھر اگر ان کی بیویاں خوش دلی سے اپنے مہر میں سے انہیں کچھ تحفے کے طور پر دے دیں تو وہ اسے پاکیزہ اور خوشگوار سمجھ کر کھائیں۔۔۔ مہر دینے کے بعد زبردستی یا انہیں تنگ کرکے واپس لینے کی اجازت نہیں، اگر عورتیں خوشی سے پورا یا کچھ مہر تمہیں دیدیں تو وہ حلال ہے اسے لے سکتے ہیں۔ (القرآن، سورۃ النساء، آیت4)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

5رجب المرجب 1444ھ 28جنوری 2023ء

غیر مسلموں کے تحائف قبول کرنا

سوال: ایسی کوئی روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے غیر مسلم کا تحفہ قبول کیا، اس بارے میں حکم کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس سلسلے میں روایات مختلف ہیں، بعض اوقات حضور علیہ السلام نے کفار کے دیے گئے تحائف وہدایا قبول فرمائے اور بعض اوقات قبول نہ فرمائے، اس بناء پر فقہائے کرام نے ارشاد فرمایا کہ جب تحائف قبول کرنے میں نافرمانی یا اسلام وشریعت کا نقصان نہ ہو تو قبول کر سکتے ہیں ورنہ نہیں، چنانچہ المحیط البرھانی اور فتاوی عالمگیری میں ہے: فقد روى محمد رحمه الله تعالى في السير الكبير أخبارا متعارضة في بعضها أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قبل هدايا المشرك وفي بعضها أنه صلى الله عليه وسلم لم يقبل فلا بد من التوفيق.... فقال لم يقبل من شخص علم أنه لو قبل منه يقل صلابته وعزته في حقه ويلين له بسبب قبول الهدية وقبل من شخص علم أنه لا يقل صلابته وعزته في حقه ولا يلين بسبب قبول الهدية یعنی اس متعلق امام محمد نے سیر کبیر میں مختلف اخبار روایت کیں ہیں، بعض میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے مشرک کے تحائف کو قبول فرمایا ہے اور بعض میں ہے کہ قبول نہیں فرمایا، پس ان روایات میں تطبیق لازمی ہے... پس علماء کرام نے فرمایا ایسے شخص سے ہدیہ قبول نہ کیا جائے گا کہ جسکے متعلق معلوم ہو کہ اگر اس کا ہدیہ قبول کیا تو دینے والے کے متعلق (دینی) سختی و غلبہ کم ہو گی اور ہدیہ کے سبب اسکے متعلق نرم پڑھ جائے گا، اور ایسے شخص کا ہدیہ قبول کیا جا سکتا ہے جسکے متعلق معلوم ہو کہ اسکے حق میں، لینے والے کی دینی سختی وغلبہ کم نہ ہو گا، اور ہدیہ کے سبب نرم بھی نہ پڑے گا۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:"اور معاملت مجردہ سوائے مرتدین ہر کافر سے جائز ہے جبکہ اس میں نہ کوئی اعانت کفر یا معصیت ہو نہ اضرار اسلام وشریعت ورنہ ایسی معاملت مسلم سے بھی حرام ہے چہ جائیکہ کافر۔"

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

28 رجب المرجب 1444ھ 20 فروری 2023ء

زندگی میں جائیداد تقسیم کرنا

سوال: مفتی صاحب کیا کوئی شخص اپنی زندگی میں ہی وراثت تقسیم کر سکتا ہے؟ (سائل: طاہر عطاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

زندہ شخص کے مال میں وراثت کے احکام جاری نہیں ہوتے کیونکہ وراثت کا معاملہ بعد از وفات ہوتا ہے نہ کہ زندگی میں، البتہ اگر کوئی شخص بخوشی زندگی میں ہی اپنا مال تقسیم کرنا چاہے تو اپنے اور بیوی کے لیے جتنا رکھنا چاہے رکھ لے، پھر جتنا مال اولاد میں تقسیم کرنا چاہے اسکی دو صورتیں ہیں:

(1) مذکر مونث کا فرق کیے بغیر سب کو برابر برابر دے اور یہ طریقہ زیادہ بہتر ہے (مثلاً اگر کسی کی بیوی، ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہوں، کل مال چار لاکھ ہو، اس میں سے اگر 1 لاکھ وہ اپنے اور بیوی کے لیے رکھ لے تو بقیہ 3 لاکھ تینوں بچوں میں برابر برابر 1، 1 لاکھ تقسیم کر دے)

(2) دوسرا طریقہ بیٹے کو ڈبل بیٹی کو سنگل دینا بھی جائز ہے جبکہ کسی کو ضرر دینے کا قصد نہ ہو، البتہ افضل برابری ہے (مثلاً چار لاکھ میں سے اگر 1 لاکھ وہ اپنے اور بیوی کے لیے رکھ لے تو بقیہ 3 لاکھ میں سے 1.5 لاکھ بیٹے کو دے اور 75، 75 ہزار دونوں بیٹیوں کے دے دے) اور اگر مزید کمی بیشی کرے مثلاً کسی بیٹے کو کم کسی کو زیادہ یا بیٹیوں کا سنگل سے بھی کم دے تو یہ ناجائز ہے، ہاں اگر دینی ترجیح، مثلاً عالِم ہو تو اس سبب سے زیادہ دینے یا فاسق ہو تو اُسے کم دینے میں حرج نہیں۔ فتاوی شامی میں ہے: "أن التنصیف بین الذکر والأنثی أفضل من التثلیث الذي هو قول محمد" یعنی امام ابو یوسف کے قول پر یعنی مذکر و مونث میں آدھا آدھا کرنا، امام محمد کے قول تثلیث سے افضل ہے۔ (رد المحتار)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

16 رجب المرجب 1444ء 08 فروری 2023ھ

بینک سے قرض لے کر مکان تعمیر کرنا

سوال: مفتی صاحب میں پلاٹ کا مالک ہوں، جسکی قیمت دس لاکھ ہے، بینک والے کہتے آپ دس لاکھ ہم سے لے کر تعمیر کر لیں، میں مکان میں رہتا ہوں بینک والے مجھ سے ماہانہ کرایہ وصول کرتے ہیں، اسکے علاوہ اور کوئی نفع نہیں اٹھاتے، کچھ سال بعد بینک اپنی مکمل انویسٹمنٹ (دس لاکھ) واپس لے لیتا ہے، توجو میں نے کرایہ ادا کیا وہ رقم بینک کو اضافی ملتی ہے، کیا یہ جائز ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یہ معاملہ خالص سودی ہے، بینک دس لاکھ قرض دے کر ہر ماہ جو مکان کا کرایہ لے رہا ہے اور بعد میں دس لاکھ بھی واپس لے گا یہ فائدہ ہی تو ہے جو قرض کی وجہ سے ہے، اور قرض پر مشروط نفع سود ہے جو کہ حرام ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا: "اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" ترجمہ: اللہ نے خرید وفروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔ (سورۃ البقرہ، آیت 275)

کنز العمال شریف میں حدیث مبارکہ ہے: "کل قرض جر منفعۃ فھو ربا" یعنی جو قرض کوئی نفع لائے وہ سود ہے۔ (کنز العمال، الکتاب الثانی، الباب الثانی)

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: کل قرض جر نفعا حرام ای اذا کان مشروطا "یعنی ہر وہ قرض جو مشروط نفع لائے حرام ہے۔ (رد المحتار مع الدر المختار، کتاب القرض)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: "بر بنائے قرض کسی قسم کا نفع لینا مطلقا سود وحرام ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 25، صفحہ 223، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

21 رجب المرجب 1444ء 13 فروری 2023ھ

بینک میں سونا گروی رکھوا کر قرض لینا

سوال: مفتی صاحب میرا سوال ہے کہ ہم بینک سے ادھار پیسے لے کر بدلے میں سونا گروی رکھتے ہیں، جب مکمل پیسے واپس کریں گے تو سونا واپس ملے گا، لیکن ساتھ میں ماہانہ 4000 بھی دیتے ہیں، کیا یہ سود ہے؟ (سائل: وقار یونس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بینک سے جتنا قرض لیا ہے شرعاً اتنا ہی واپس دینا لازم ہے چاہے اکٹھا واپس دیا جائے یا قسطوں پر، اور قرض کی وجہ سے اس سے زائد مثلاً جب تک مکمل قرض کی ادائیگی نہیں ہوتی ہر ماہ کے چار، پانچ ہزار اضافی لینا، دینا سود ہے جو کہ ناجائز و حرام ہے۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا: "اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" ترجمہ: اللہ نے خرید و فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔ (سورۃ البقرہ، آیت 275)

کنز العمال شریف میں حدیث مبارکہ ہے: "کل قرض جر منفعۃ فھو ربا" یعنی جو قرض کوئی نفع لائے وہ سود ہے۔ (کنز العمال، الکتاب الثانی، الباب الثانی)

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: "کل قرض جر نفعا حرام اي اذا کان مشروطا" یعنی ہر وہ قرض جو مشروط نفع لائے حرام ہے۔" (رد المحتار مع الدر المختار، کتاب القرض)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: "بر بنائے قرض کسی قسم کا نفع لینا مطلقاً سود و حرام ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 25، صفحہ 223، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

29 جمادی الاخری 1444ھ/22 جنوری 2023ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

نماز میں ستر عورت

سوال: کیا عورت کا ٹخنہ ظاہر ہو تو نماز ہو جائے گی ؟

User Id : zam zam

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

فقط ٹخنہ ظاہر ہونے سے نماز ہو جائے گی، تفصیل یہ ہے کہ عورت کا ٹخنہ پنڈلی سمیت ایک پورا عضو ہے، جبکہ نماز نہ ہونے میں پورے عضو کے چوتھائی حصہ کے ظہور کا اعتبار ہوتا ہے، لہذا اگر شلوار وغیرہ اتنی اوپر رکھی کہ اس پورے عضو کا چوتھائی حصہ کھلا رہا تو نماز منعقد ہی نہ ہوگی، اسی طرح اگر شلوار دونوں ٹخنوں سے اتنی اوپر رکھی کہ دونوں ظاہر حصے مل کے اس ایک عضو (یعنی پنڈلی وٹخنہ) کی چوتھائی تک پہنچ گئے تو بھی نماز نہ منعقد ہوئی۔ نیز اگر دوران نماز اتنا حصہ ظاہر ہو گیا اور فورا چھپا لیا تو نماز ہو جائے گی لیکن اگر تین بار سبحن اللہ کہنے کی مقدار کھلا رہا تو نماز نہ ہو گی، یونہی جان بوجھ کر اتنا حصہ ظاہر کرنے سے بھی نماز نہ ہو گی اگرچہ فورا چھپا لے۔ (بہار شریعت)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

27 جمادی الاولی 1444ھ / 22 دسمبر 2022ء

Fiqhi Masail Group

فقہی گروپ کے مختصر جوابات

نوٹ: تفصیلی فتوی کے لیے دارالافتاء اہل سنت سے رابطہ کریں۔

مخصوص ایام میں بچوں کو دم کرنا

سوال: مفتی صاحب ایام حیض ونفاس میں عورتیں بچوں کو قرآنی آیات وغیرہ پڑھ کر دم کر سکتی ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مخصوص ایام میں عورت وظیفہ یادم کرنے کی نیت سے قرآنی آیات نہیں پڑھ سکتی ہاں اتنی اجازت ہے کہ تلاوت، دَم اور وظیفہ کی نیّت کے بغیر، فقط دُعا، ثناء کے قصد سے، حروف مقطعات کے علاوہ، فقط ذکر و دُعا پر مشتمل آیات، بغیر لفظِ قل، پڑھ سکتی ہے اور پھر بچوں کو دَم بھی کر سکتی ہے، البتہ قرآنی آیات کے علاوہ دیگر اوراد وظائف پڑھ سکتی ہے، اور انہیں پڑھ کر دم بھی کر سکتی ہے۔ اور بہتر ہے کہ وضو یا کلی کر کے پڑھے۔ ترمذی شریف میں ہے: قَالَ: لَا تَقْرَأِ الحَائِضُ ،وَلَا الجُنُبُ شَيْئًا مِنَ القُرْآنِ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حائضہ اور جنبی قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں۔ بحر الرائق میں ہے: ولو أنه قرأ الفاتحة على سبيل الدعاء أو شيئا من الآيات التي فيها معنى الدعاء ولم يرد به القراءة فلا بأس به یعنی اگر جنبی حائضہ وغیرہ نے دُعا کے طور پر سورت فاتحہ پڑھی یا ان آیات میں سے کوئی آیت پڑھی جن میں دُعا کا معنی ہے اور قراءت کا ارادہ نہ کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں (البحر الرائق ،کتاب الطھارۃ) فتاوی رضویہ میں ہے: یہی حکم دم کرنے کیلئے پڑھنے کا ہے کہ طلب شفا کی نیت تغیر قرآن نہیں کر سکتی۔۔ ہاں جس آیت یا سورت میں خالص معنی دعا و ثنا بصیغہ غیبت و خطاب ہوں اور اُس کے اول میں قُل بھی نہ ہو نہ اُس میں حروف مقطعات ہوں اور اس سے قرآن عظیم کی نیت بھی نہ کرے بلکہ دعا و ثنا کی برکت سے طلب شفا کرنے کیلئے اس پر دم کرے تو روا ہے۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

20رجب المرجب 1444ء12فروری 2023ھ

شوہر کے کہنے پر ابرو بنوانا

سوال: اگر عورت کا شوہر عورت کو ابرو بنانے کا کہے تو کیا شوہر کے کہنے پر ابرو بنانے کی اجازت ہے؟
(سائل: راجہ منور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

خوبصورتی وزینت کے لئے ابرو کے بال نوچنا اور بنوانا، ناجائز ہے، حدیثِ پاک میں ابرو بنوانے والی عورت کے بارے میں لعنت آئی ہے، اور شوہر کے کہنے پر بھی ابرو بنوانا جائز نہیں، اُصول یہ کہ " لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق "یعنی خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

بہار شریعت میں مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: جو عورت بھوؤں کے بال نوچ کر ابرو خوبصورت بناتی ہے اس پر لعنت ہے۔ (بہار شریعت، جلد 3، صفحہ 595)

البتہ اگر ابرو کے بال بہت زیادہ بڑھ چکے ہوں، بُرے معلوم ہوتے ہوں تو صرف ان بڑھے ہوئے بالوں کو تراش کر اتنا چھوٹا کر سکتے ہیں کہ بُرا پن دور ہو جائے، اس میں حرج نہیں، بلکہ اس صورت میں تو عورت پر لازم ہے کہ شوہر کی بات مانتے ہوئے بال اتنے چھوٹے کرے کہ بُرے نہ لگیں جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمۃ نے فتاوی رضویہ جلد 22 میں کانچ کی چوڑیوں کے متعلق ارشاد فرمایا۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ
ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی
13 جمادی الاخری 1444ھ/6 جنوری 2023ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

عدت کے دوران بیٹے کی شادی میں شرکت

سوال: مفتی صاحب کی بارگاہ میں عرض ہے کیا عورت عدت کہ دوران اپنے بیٹے کی شادی میں شرکت کر سکتی ہے؟ (سائل: حسنین رضا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جس مکان میں عورت، موت یا طلاق سے قبل شوہر کے ساتھ رہائش پذیر تھی، اُس پر اُسی مکان میں عدت گزارنا واجب ہے، اور بغیر ضرورت شرعیہ اس گھر سے نکلنا حرام ہے، جبکہ بیٹے یا دیگر کسی رشتہ دار کی شادی کے لیے گھر سے نکلنا ضرورت شرعیہ نہیں ہے، لہذا بیٹے کی شادی میں شرکت کے لیے اُسے عدت والے گھر سے نکلنا ہرگز جائز نہیں، البتہ اگر اسی عدت والے گھر میں نکاح کی تقریب ہے تو شرعی حدود کے ساتھ بغیر زیب وزینت، شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں، چنانچہ قرآن پاک میں ہے "لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ "ترجمہ: عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں۔ (پارہ 28، سورۃ الطلاق) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " وَلَا یَخْرُجْنَ یعنی: لیس لھن أن یخرجن من البیوت "یعنی اور وہ خود نہ نکلیں یعنی عدت والی عورتوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ گھروں سے نکلیں۔ (تفسیر سمرقندی، سورۃ الطلاق)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

19 جمادی الاخری 1444ھ/12 جنوری 2023ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

عدت کے دوران پنشن کے لیے جانا

سوال: مفتی صاحب ایک فوجی فوت ہوا، پنشن کے متعلق محکمے والے کہتے ہیں اسکی بیوی آئے تو پنشن ملے گی، کیا اب اسکی بیوی عدت میں پنشن کے حصول کیلئے جاسکتی ہے؟ (سائل: چشتی برادرز)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عدت کے دوران عورت کو بغیر شرعی اجازت کے عدت والے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں، اور مذکورہ صورت میں اگر دورانِ عدت پنشن نہ بھی لیجائے تو وہ پنشن اسکے نام سے محفوظ رہتی ہے اور بعد میں وہ عورت جمع شدہ رقم وصول کر سکتی ہے، لہذا فقط پنشن کے حصول کے لئے نکلنے کی اجازت نہیں، اگر اس عورت کا گزر بسر مشکل ہو تو فی الحال قرض لے کر گزارا کرے، قرض کی بھی کوئی صورت نہ ہو یا قانونی پیچیدگیوں کے سبب جانا لازمی ہو جیسے بذریعہ انگوٹھا تصدیقی عمل کہ بصورت تاخیر مشقت میں پڑنے کا خوف ہے تو ضرورتاً دن کے وقت جاکر پنشن وصول کرے اور رات کو واپس عدت والے گھر آجائے. چنانچہ قرآن پاک میں ہے" لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِن بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ "ترجمہ: عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں۔(پارہ 28، سورۃ الطلاق) بہار شریعت میں ہے: " موت کی عدت میں اگر باہر جانے کی حاجت ہو کہ عورت کے پاس بقدر کفایت مال نہیں اور باہر جاکر محنت مزدوری کرکے لائیگی تو کام چلے گا تو اسے اجازت ہے کہ دن میں اور رات کے کچھ حصے میں باہر جائے اور رات کا اکثر حصہ اپنے مکان میں گزارے مگر حاجت سے زیادہ باہر ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔ اور اگر بقدر کفایت اس کے پاس خرچ موجود ہے تو اسے بھی گھر سے نکلنا مطلقاً منع ہے۔(بہار شریعت)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

27جمادی الاخری 1444ء 20جنوری2023ھ

عورت کا پولیس میں جاب کرنا

سوال: کیا عورت پولیس کی ملازمت کرسکتی ہے؟ (سائل: عبد القدوس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو شرعی پردے میں رہتے ہوئے عورت کا پولیس کی نوکری کرنا جائز ہے بشرطیکہ کسی بھی مقام پر نامحرم سے تنہائی نہ ہو، ورنہ نہیں، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”یہاں پانچ شرطیں ہیں: [1] کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ چمکے۔ [2] کپڑے تنگ و چست نہ ہوں جو بدن کی ہیات ظاہر کریں۔ [3] بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔ [4] کبھی نامحرم کے ساتھ کسی خفیف (تھوڑی) دیر کے لئے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو۔ [5] اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنہ فتنہ [یعنی فتنے کا اندیشہ] نہ ہو، یہ پانچوں شرطیں اگر جمع ہیں تو حرج نہیں اور ان میں ایک بھی کم ہے تو حرام۔ (فتاوی رضویہ، جلد 22، صفحہ 247، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کتبہ
ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی
22 جمادی الاخری 1444ء 15 جنوری 2023ھ

عورت کا بطور ملازمہ، مالک کے ساتھ عمرے پر جانا

سوال: ایک عورت ملازم ہے، کیا وہ اپنے مالک کے ساتھ بطور ملازم عمرے پر جا سکتی ہے جبکہ مالک کے بیوی بچے بھی ساتھ ہوں اور اس عورت کا کوئی محرم رشتہ دار بھی نہ ہو؟ (سائل: زاہد شاہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

شریعت مطہرہ میں عورت کو شوہر یا محرم کے بغیر شرعی سفر (تین دن کی راہ یعنی 92 کلومیٹر یا اس سے زائد سفر) کیلئے جانا حرام ہے، خواہ وہ سفر حج و عمرہ کی غرض سے ہو یا کسی اور مقصد کے لیے ہو، لہذا عورت کو غیر محرم مالک اور اسکے بیوی بچوں کے ساتھ عمرے پر جانا جائز نہیں۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

"عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ و الیوم الاخر ان تسافر سفراً یکون ثلاثۃ ایام فصاعداً الا ومعھا ابوھا او ابنھا او زوجھا او اخوھا او ذومحرم منھا" یعنی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لیے تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کرنا حلال نہیں ہے، مگر جبکہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا بیٹا یا شوہر یا بھائی یا اس کا کوئی محرم ہو۔

(صحیح مسلم، باب سفر المرأۃ مع محرم الی حج وغیرہ)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوٰی رضویہ میں فرماتے ہیں:
"عورت اگرچہ عفیفہ یا ضعیفہ ہو، اسے بے شوہر یا محرم سفر کو جانا، حرام ہے، اگر چلی جائے گی گنہگار ہو گی ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔" (فتاوٰی رضویہ، جلد 10، صفحہ 706-707، رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

21 جمادی الاخری 1444ء 14 جنوری 2023ھ

جوئے کے مال کا استعمال

سوال: دو افراد نے اس شرط پر مرغوں کی لڑائی کرائی کہ جیتنے والا مخصوص رقم کے ساتھ ساتھ دوسرے کا مرغ بھی لے گا، اب کیا اسکے لیے اس مرغ کو ذبح کرنا اور کھانا حلال ہے، اور اگر کسی پڑوسی یا رشتہ دار کو گوشت بھیجا تو کیا اسے وہ کھانا جائز ہے؟ (سائل: حامد خان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مرغ وغیرہ دیگر جانوروں کو آپس میں لڑانا ناجائز و گناہ ہے مزید یہ کہ سوال میں بیان کردہ صورت جوئے کی ہے جو قطعی طور پر حرام ہے، اور جوئے سے جو رقم اور مرغا اس نے جیتا یہ حرام مال ہے، اب شرعی حکم یہ ہے کہ توبہ کرے، پیسے اور مرغا مالک کو واپس کرے ورنہ سخت گنہگار ہو گا، نیز اگر ذبح کر لیا تو اسے کھانا حلال نہیں، اور اگر پڑوسیوں کو دے تو بصورت علم انکے لیے بھی وہ مرغا کھانا جائز نہیں ہاں البتہ اصل مالک کھا سکتا ہے یونہی مالک اور ورثاء نہ ملنے کے سبب فقراء پر صدقہ کرنے والی صورت میں فقراء بھی اس مرغ کو کھا سکتے ہیں، چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے: "جو مال اس نے بعینہٖ چوری یا جوئے سے حاصل کیا اس پر ختم وفاتحہ پڑھنا حرام ہے اور اس کا کھانا حرام ہے مگر اسے جس سے وہ مال لیا گیا یا وہ معلوم نہ ہو تو فقیر کو بحیثیت مال لاوارثی نہ بحیثیت ایصال ثواب سمجھ کر" ایک اور مقام پر ہے: "جو چیز اس نے حرام کاری یا قمار بازی سے حاصل کی بعینہٖ اسی شے پر نیاز دلائی مثلاً جو چاول جیتے تھے انہیں کا پلاؤ پکایا۔۔۔ جب تو وہ نیاز وفاتحہ یقینی مردود اور اس کھانا قطعی حرام"

(فتاوی رضویہ، ج23، ص112، 535)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

17 جمادی الاخری 1444ھ 10 جنوری 2023ء

مرد کو سونا چاندی کا استعمال

سوال: کیا مرد سلور گولڈ (سونا چاندی) پہن سکتا ہے؟ (سائل: عفران علی خان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مرد ساڑھے چار ماشے سے کم ایک نگ والی فقط چاندی کی ایک ہی انگوٹھی پہن سکتا ہے، اور چاندی کی ساڑھے چار ماشے یا اس سے زائد یا دو نگ والی یا ایک سے زائد انگوٹھی پہننا مرد کے لیے ناجائز و حرام ہے، یونہی سونے یا دیگر دھات لوہا پیتل تانبہ وغیرہ کی انگوٹھی، چھلے وغیرہ پہننا بھی ناجائز ہے، چنانچہ فتاوی رضویہ شریف میں اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "ہاتھ خواہ پاؤں میں تانبے سونے چاندی پیتل لوہے کے چھلّے یا کان میں بالی یا بُندا یا سونے خواہ تانبے پیتل لوہے کی انگوٹھی اگرچہ ایک تار کی ہو یا ساڑھے چار ماشے چاندی یا کئی نگ کی انگوٹھی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ایک ہی ماشہ کی ہوں کہ یہ سب چیزیں مردوں کو حرام و ناجائز ہیں اور ان سے نماز مکروہ تحریمی۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 7، صفحہ 307، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

18 جمادی الاخری 1444ء 11 جنوری 2023ھ

قرآنی آیات پر مشتمل تعویذ پہن کر واش روم جانا

سوال: مفتی صاحب تعویذات جو چمڑے میں سلے ہوئے ہیں، پہن کر واش روم جا سکتے ہیں ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قرآنی آیات یا مقدس کلمات پر مشتمل، ایسے تعویذات جو کسی کپڑے، چمڑے یا ریکسین وغیرہ میں سلے ہوئے ہیں، پہن کر بیت الخلاء جانے میں کوئی حرج نہیں، البتہ بہتر ہے باہر اُتار کر جائیں، مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: ويكره الدخول للخلاء ومعه شيء مكتوب فيه اسم الله أو قرآن... ثم محل الكراهة إن لم يكن مستورا فإن كان في جيبه فإنه حينئذ لا بأس به یعنی قرآن مجید یا اسمائے الٰہیہ میں سے کسی لکھی ہوئی چیز کے ساتھ بیت الخلاء داخل ہونا مکروہ ہے... یہ مکروہ اس وقت ہے جب وہ متبرک کلمات چھپے ہوئے نہ ہوں (ورنہ مکروہ نہیں) پس اگر وہ تحریر کسی کی جیب میں ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

[حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ،كتاب الطهارة ،فصل فی الإستنجاء)

مجمع الانھر میں ہے: وكذا لو كان ملفوفا في شيء لكن التحرز أولى یعنی ایسے ہی تب بھی حرج نہیں جب وہ مقدس کلمات کسی چیز میں لپٹے ہوئے ہوں، لیکن اس سے بھی بچنا بہتر ہے۔[مجمع الأنهر ،كتاب الطهارة ،١/٢٦]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی
2 شعبان المعظم 1444ء 23 فروری 2023ھ

کاغذات میں تاریخ پیدائش کم لکھوانا

سوال: سکول میں اپنے بچوں کی تاریخ پیدائش کم لکھوانا مثلاً بچے کی عمر 7 سال ہے تو وہ 4 سال لکھواتا ہے تاکہ مستقبل میں کوئی نوکری وغیرہ مل جائے تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ (سائل: محمد زبیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جھوٹ بول کر بچوں کی تاریخ پیدائش کم لکھوانا جائز نہیں، اس میں جھوٹ کے ساتھ دھوکہ دہی بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے منع فرمایا، چنانچہ حضور علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے: إياكم والكذب ، فإن الكذب يهدي إلى الفجور ، وإن الفجور يهدي إلى النار....الخ " یعنی جھوٹ سے بچو، بیشک جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔

(سنن أبي داود ، كتاب الأدب ، باب فی التشدید فی الکذب ، ٤/٢٩٧)

مسلم شریف میں ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "من غش فليس مني" یعنی جس نے دھوکا دیا وہ مجھ سے نہیں (یعنی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں) [صحيح مسلم ، كتاب الإيمان]

فتاوی رضویہ میں ہے: "غدر (دھوکہ) وبدعہدی مطلقاً ہر کافر سے بھی حرام ہے۔ (جلد 17)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

21رجب المرجب 1444ھ 13فروری 2023ء

Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No: +923471992267

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

کیا گھر کے خرچے سے بغیر اجازت پیسے استعمال کرنا چوری ہے؟

سوال: مفتی صاحب گھر میں خرچے کے پیسے میرے پاس ہوتے ہیں، کئی دفعہ میں بنا اجازت خرچ کر دیتا ہوں، اور بعض اوقات بغیر اجازت بھائی کہ جیب سے نکال لیتا ہوں لیکن جب انہیں پتا چلتا ہے یا میں انہیں بتا دیتا ہوں تو وہ کچھ نہیں کہتے، اف تک بھی نہیں کرتے، کیا یہ چوری تو نہیں؟ (prince)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر واقعی آپ کے گھر والوں کو معلوم ہے اور وہ آپ کے یوں پیسے خرچ کرنے پر راضی ہیں تو آپ کو یہ پیسے استعمال کرنا جائز ہے، یہ چوری نہیں، لیکن اگر وہ راضی نہیں تو پھر یوں اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں۔

مشکوۃ شریف میں ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ألا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار کسی پر ظلم مت کرو، کسی مسلمان کے لیے کسی کا مال اُس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں۔ [أبو عبد الله ، مشكاة المصابيح ، كتاب البيوع ٢/٨٨٩]

ملا علی قاری علیہ الرحمتہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: (لا يحل مال امرئ) أي: مسلم أو ذمي (إلا بطيب نفس) أي: بأمر أو رضا منه یعنی کسی مسلمان یا ذمی کا مال کسی کے لیے حلال نہیں، مگر اُس کی خوشی یعنی اس کی اجازت ورضا سے حلال ہے۔ [الملا على القاري ، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ، ١٩٧٤/٥]

والله اعلم عزوجل ورسوله اعلم صلى الله عليه وآله وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

2 شعبان المعظم 1444ء 23فروری 2023ھ

ذبح کے وقت بھولے سے تکبیر رہ جائے تو کیا جانور حلال ہے؟

سوال: مفتی صاحب اگر جانور یا مرغی ذبح کرتے وقت تکبیر پڑھنے کی یاد نہ رہی تو اسے کھانا حلال ہے یا حرام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر ذبح کرنے والا بھولے سے تکبیر چھوڑ دے تو جانور حلال ہے اسے کھا سکتے ہیں، چنانچہ ہدایہ شریف میں ہے: وإن ترك الذابح التسمية عمدا فالذبيحة ميتة لا تؤكل وإن تركها ناسيا أكل یعنی اگر ذبح کرنے والے نے جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑی تو ذبیحہ مردار ہے، اسے نہیں کھایا جائے گا، اور اگر بھولے سے بسم اللہ چھوڑی تو جانور کو کھایا جائے گا۔ [الهداية في شرح بداية المبتدي ، كتاب الذبائح ٤/٣٤٧]

بہار شریعت میں ہے: ذبح کرنے میں قصداً بسم اللہ نہ کہی جانور حرام ہے اور اگر بھول کر ایسا ہوا جیسا کہ بعض مرتبہ شکار کے ذبح میں جلدی ہوتی ہے اور جلدی میں بسم اللہ کہنا بھول جاتا ہے اس صورت میں جانور حلال ہے۔ (بہار شریعت، ذبح کا بیان، ج3، حصہ 15، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

25رجب المرجب 1444ھ 17فروری 2023ء

غیر مسلموں کے ساتھ کھانا پینا

سوال: عیسائیوں کے ساتھ کھانے پینے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ (سائل: اعجاز قادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ دوستی اور ایسا تعلق واسطہ رکھنا ہی نہیں چاہیے کہ انکے ساتھ کھانا پڑے، شرعا مسلمانوں کو غیر مسلموں اور بد مذہبوں کے ساتھ کھانے پینے سے اجتناب چاہیے خصوصاً اسکی عادت بنالینا تو ممنوع و مکروہ، قرآن و حدیث میں انکے ساتھ دوستی کھانے، پینے، اٹھنے بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ اللہ عزوجل قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے " یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَؕ-" ترجمہ: اے ایمان والو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔(القرآن، سورہ النساء، آیت نمبر144)

حضور علیہ السلام نے بد مذہبوں کے متعلق ارشاد فرمایا: " فلا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم "یعنی بدمذہبوں کے ساتھ کھانا مت کھاؤ اور ان کے ساتھ پانی نہ پیو، اور نہ ہی ان کے پاس بیٹھو۔(کنز العمال، کتاب الفضائل، باب الثالث فی ذکر الصحابہ، حدیث نمبر32529)

المحیط البرھانی اور فتاوی ہندیہ میں امام حاکم بن عبد الرحمان کے حوالے سے ہے: " إن ابتلي به المسلم مرة أو مرتين فلا بأس به ، فأما الدوام عليه يكره "یعنی اگر مسلمان نے ایک دو مرتبہ کھا لیا تو کوئی حرج نہیں البتہ اسکی عادت بنالینا مکروہ ہے۔ [المحيط البرهاني ، كتاب الاستحسان والكراهية]

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

8رجب المرجب 1444ھ 31جنوری2023ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

انٹری فیس جمع کرا کر کرکٹ ٹورنامنٹ کھیلنا

سوال: مفتی صاحب کچھ لوگ مل کر کرکٹ ٹورنامنٹ رکھتے ہیں، سب ٹیموں سے فیس لیتے ہیں، پھر جو ٹورنامنٹ جیتتا ہے اُسے نقد انعام، ٹرافی وغیرہ ملتی ہے، کچھ رقم ہارنے والی ٹیم کو بھی ملتی ہے، کچھ رقم آرگنائزر رکھتا ہے اور کچھ ٹیموں کے رقم ضائع ہو جاتی ہے، کیا یہ جائز ہے؟ (سائل: احمد مجتبیٰ قائم خانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سوال میں بیان کی گئی کی صورت ناجائز وحرام ہے کیونکہ اس میں بعض ٹیموں کے پیسے ضائع جاتے ہیں اور بعض کو زیادہ مل جاتے ہیں، یہ جُوئے کی صورت ہے، جو کہ حرام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بُت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۃ المائدہ، پارہ 07، آیت 90) المحیط البرہانی میں ہے: القمار مشتق من القمر الذی یزداد وینقص ، سمی القمار قماراً ، لا ن کل واحد من المقامرین ممن یجوز ان یذھب مالہ الی صاحبہ ، ویستفید مال صاحبہ ، فیزداد مال کل واحد منھما مرۃ وینتقص اخری ، فاذا کان المال مشروطاً من الجانبین کان قماراً ، والقمار حرام ، ولان فیہ تعلیق تملیک المال بالخطر ،وانہ لا یجوز یعنی قمار، قمر سے نکلا ہے، جو بڑھتا اور گھٹتا ہے، اسے قمار اس لیے کہا جاتا ہے کہ جوا کھیلنے والوں میں سے ہر ایک کا مال اس کے ساتھی کے پاس جا سکتا ہے اور وہ اپنے ساتھی کے مال سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے، پس ان میں سے ہر ایک کا مال کبھی بڑھ جاتا ہے اور کبھی کم ہو جاتا ہے، پس جب مال جانبین سے مشروط ہو تو وہ قمار ہو گا اور قمار حرام ہے اور اس لیے کہ اس میں مال کے مالک بنانے کو خطرے پر معلق کیا جاتا ہے اور یہ ناجائز ہے۔ (المحیط البرھانی، کتاب الاستحسان)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

25رجب المرجب 1444ھ 17فروری 2023ء

قرآن پاک والا موبائل زمین پر رکھنا یا جیب میں ڈال کر واش روم جانا

سوال: مفتی صاحب موبائل میں قرآن پاک موجود ہے، کیا اسے لے کر واش روم جا سکتے ہیں، اور کیا یہ موبائل زمین پر رکھنا بے ادبی ہے؟ (پرنس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بلاشبہ قرآنِ پاک کا ادب واحترام کرنا چاہیے کیونکہ شعائر اللہ کی تعظیم وتوقیر متقی لوگوں کی نشانی ہے، البتہ جس موبائل میں قرآن مجید ہے اسے جیب میں ڈال کر بیت الخلاء جانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ موبائل بند ہونے یا جیب میں ہونے کے سبب قرآنی آیات ظاہر نہیں ہوتی بلکہ چھپی ہوتی ہیں، نیز ایسے موبائل کو زمین پر رکھنے میں بھی حرج نہیں کیونکہ تعظیم وتوہین کا مدار عرف ورواج پر ہے، یعنی عموماً معاشرے میں جسے ادب سمجھا جائے وہ ادب اور جسے بے ادبی سمجھا جائے وہ بے ادبی، جبکہ ہمارے معاشرے میں ایسے موبائل کو یوں زمین پر رکھنے کو بے ادبی نہیں سمجھا جاتا لہٰذا سوال میں بیان کی گئی صورت بے ادبی نہیں۔

حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: ویکرہ الدخول للخلاء ومعه شيء مكتوب فيه اسم الله أو قرآن..... ثم محل الكراهة إن لم يكن مستورا فإن كان في جيبه فإنه حينئذ لا بأس به یعنی قرآن مجید یا اسمائے الٰہیہ میں سے کسی لکھی ہوئی چیز کے ساتھ بیت الخلاء میں داخل ہونا مکروہ ہے.... یہ مکروہ اس وقت ہے جب وہ متبرک کلمات چھپے ہوئے نہ ہوں (ورنہ مکروہ نہیں) پس اگر وہ تحریر کسی کی جیب میں ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

[حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح،كتاب الطهارة ،فصل فی الإستنجاء)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمان فرماتے ہیں: امورِ ادب میں قطعاً عرف کا اعتبار۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں: فیحال علی المعھود حال قصد التعظیم یعنی تعظیم مقصود ہونے کے وقت اسے عرف پر محمول کیا جائیگا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 5، صفحہ 650، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

04 شعبان المعظم 1444ء 25 فروری 2023ھ

Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
Al Raza Quran-o-Fiqh Academy
www.arqfacademy.com
Fiqhi Masail Group فقہی مسائل گروپ
Phone No:+923471992267

کسٹمر کا کم خریداری پر زیادہ بل بنوانا

سوال: مفتی صاحب میرا فوٹو سٹیٹ کا کام ہے، میرے پاس ایک بینک کا کھاتا چل رہا ہے، مہینے کے اختتام پر فوٹو سٹیٹ کے کھاتے میں وہ مجھ سے ان چیزوں کا بھی بل بنواتے ہیں جو انہیں نے مجھ سے نہیں خریدی ہوتی، مطلب میرا بل 500 کا بنتا ہے لیکن وہ مجھ سے 1000 کا بنوائیں تو کیا یہ جائز ہے؟ (سائل: چوہدری حمزہ گجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کم خریداری پر زیادہ بل بنانا اور بنوانا جائز نہیں کیونکہ اس میں جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے جو کہ ناجائز و حرام ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إیاکم والکذب، فإن الکذب یھدی إلی الفجور، وإن الفجور یھدی إلی النار....الخ یعنی جھوٹ سے بچو، بیشک جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔ (سنن أبی داود، کتاب الأدب، باب فی التشدید فی الکذب، ۴/۲۹۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من غش فلیس منی یعنی جس نے دھوکا دیا وہ مجھ سے نہیں یعنی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ [مسلم، صحیح مسلم، کتاب الإیمان، ۱/۹۹]

فتاوی رضویہ میں ہے: غدر (دھوکہ) وبدعہدی مطلقاً ہر کافر سے بھی حرام ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد 17، صفحہ 348، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کتبـــــــــــــــــــــــــــہ
ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی
07 شعبان المعظم 1444ھ 28 فروری 2023ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

کیا مسجد میں داخل ہوتے وقت لوگوں کو سلام کرنا چاہیے؟

سوال: مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھے لوگوں کو سلام کرنے کا کیا حکم ہے؟ (سائل: شکیل احمد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عموماً مساجد میں لوگ ملاقات کے لیے نہیں بیٹھتے بلکہ تلاوتِ قرآن، ذکر و دُرود کرنے یا باجماعت نماز پڑھنے کے لیے بیٹھے ہوتے ہیں، لہذا انہیں سلام نہیں کرنا چاہیے کیونکہ سلام ملاقات کے لیے ہوتا ہے، اسی لیے ان پر سلام کا جواب دینا واجب نہیں، البتہ اگر کوئی ملاقات کے لیے بیٹھا ہے تو اُسے سلام کر سکتے ہیں۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: السلام تحية الزائرين ، والذين جلسوا في المسجد للقراءة والتسبيح أو لانتظار الصلاة ما جلسوا فيه لدخول الزائرين عليهم فليس هذا أوان السلام فلا يسلم عليهم ، ولهذا قالوا: لو سلم عليهم الداخل وسعهم أن لا يجيبوه یعنی سلام زائرین (ملاقات کرنے والوں) کے لیے تحیت ہے۔ جو لوگ مسجد میں تلاوت قرآن، تسبیح یا انتظارِ نماز میں بیٹھے ہیں، زائرین سے ملاقات کے لیے نہیں بیٹھے تو یہ سلام کا محل نہیں لہذا انہیں سلام نہ کرے۔ اسی لیے علمائے کرام فرماتے ہیں اگر آنے والے نے انہیں سلام کیا تو انہیں جواب نہ دینے کا اختیار ہے۔ [الفتاوی الھندیة ، کتاب الکراھیة ،الباب السابع فی السلام ، ۳۲۵/۵]

بہار شریعت میں ہے: "سلام اس لیے ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی یہ تحیت ہے۔ لہذا جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد تلاوت قرآن و تسبیح و درود میں مشغول ہیں یا انتظارِ نماز میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں۔ اسی واسطے فقہا یہ فرماتے ہیں کہ ان کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔ ہاں اگر کوئی شخص مسجد میں اس لیے بیٹھا ہے کہ لوگ اس کے پاس ملاقات کو آئیں تو آنے والے سلام کریں۔ (بہار شریعت، سلام کا بیان، ج 3، حصہ 16 مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

27 رجب المرجب 1444ھ 19 فروری 2023ء

منبر کے بغیر خطبہ جمعہ پڑھنا

سوال: منبر ہونے کے باوجود، جمعہ کا خطبہ بغیر منبر کے پڑھنا کیسا؟

(سائل: ارسلان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

منبر کے بغیر خطبہ جمعہ پڑھنا خلاف سنت ہے چنانچہ در مختار میں ہے: " التذكير على المنابر للوعظ والاتعاظ سنة الأنبياء والمرسلين" یعنی منبروں پر وعظ و نصیحت کرنا انبیاء اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ [الدر المختار و حاشیہ ابن عابدین، کتاب الحظر والإباحۃ، ۶/۴۲۱]

فتاوی شامی میں ہے: " ومن السنة أن يخطب عليه اقتداء به -صلى الله عليه وسلم " حضور علیہ السلام کی اتباع کرتے ہوئے منبر پر خطبہ پڑھنا سنت ہے۔

(الدر المختار و حاشیۃ ابن عابدین، کتاب الصلاۃ، باب الجمعہ، ۱۶۱)

بہار شریعت میں ہے: خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں: خطیب کا پاک ہونا، کھڑا ہونا، خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا، خطیب کا منبر پر ہونا، اور سامعین کی طرف مونھ اور قبلہ کو پیٹھ کرنا........

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4، صفحہ 773)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

10جمادی الاخری 1444ھ/3 جنوری 2023ء

نوکری کے لیے سفارش کرنا کرانا

سوال: مفتی صاحب کیا میں ایک سرکاری ہسپتال میں بغیر رشوت دیے نوکری کے لئے سفارش کرا سکتا ہوں، اور کیا سفارش کرنے والا سفارش کر سکتا ہے؟ (سائل: محمد ذیشان عطاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

اگر آپ مطلوبہ نوکری کے اہل ہیں تو اس نوکری کے لئے کسی سے سفارش کرانا جائز ہے یونہی اس شخص کا سفارش کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس سفارش کرنے کرانے میں کسی کی حق تلفی نہ ہو، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: " مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّكُنْ لَّهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا-وَ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً یَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا" ترجمہ: جو اچھی سفارش کرے اس کے لئے اس کا اجر ہے اور جو بری سفارش کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے۔اس آیت کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے: " والشفاعة الحسنة هی التي روعی بها حق مسلم ودفع بها عنه شر او جلب اليه خير وابتغى بها وجه الله تعالى ولم تؤخذ عليها رشوة وكانت فى امر جائز لا فى حد من حدود الله ولا فى حق من الحقوق "یعنی اچھی سفارش وہ ہے کہ جس میں مسلمان کے حق کی رعایت کی جائے اور اسکے ذریعے مسلمان سے ضرر کو دور کیا جائے یا رضائے الٰہی کے پیش نظر بھلائی کا حصول مقصود ہو، اس پر رشوت نہ لی جائے، اور جائز کام میں ہو، حدود اللہ یا حقوق اللہ میں سے کسی حد یا حق پر نہ ہو۔اور صراط الجنان میں ہے :"اچھی سفارش وہ ہے جس میں کسی کو جائز نفع پہنچایا جائے یا تکلیف سے بچایا جائے، اس پر ثواب ہے جیسے کوئی نوکری کا واقعی مستحق ہے اور کسی دوسرے کی حق تلفی نہیں ہو رہی تو سفارش کرنا جائز ہے

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

26جمادی الاخری 1444ء19جنوری 2023ھ

نوکری کے لیے داڑھی منڈانا

سوال: مفتی صاحب ایک کمپنی والے نوکری اسی کو دیتے ہیں جو کلین شیو کرے، کیا میں نوکری کے حصول کے لیے کلین شیو کرا سکتا ہوں؟ (سائل: قاری محمد ایوب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کمپنی والوں یا دیگر کسی بھی فرد (والد، والدہ، افسر وغیرہ) کے کہنے پر یا نوکری کے حصول کے لیے کلین شیو کرانا، داڑھی ایک مٹھی سے کم کرانا جائز نہیں کیونکہ شرعاً اللہ تبارک وتعالی کی نافرمانی والے کاموں میں کسی کی اطاعت جائز نہیں، جبکہ متعدد ایسی کمپنیاں یا کاروبار کے ذرائع موجود ہیں، جہاں داڑھی منڈوانا ضروری نہیں، چنانچہ صحیح مسلم شریف میں ہے " قال لا طاعة في معصية الله "یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں۔(صحیح مسلم)

بخاری شریف میں حضرت ابن عمر سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا :"خالفوا المشركين وفروا اللحى وأحفوا الشوارب وكان ابن عمر إذا حج أو اعتمر قبض على لحيته فما فضل أخذه" یعنی مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی مٹھی میں لیتے اور جو مٹھی سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے۔(صحیح بخاری)

فتح القدیر وغیرہ دیگر کتب فقہ میں ہے : "وأما الأخذ من اللحية ، وهي دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد " یعنی بعض مغربی اور ہیجڑے لوگوں کی طرح داڑھی کاٹ کر ایک مٹھی سے کم کر دینے کو کسی فقیہ نے بھی جائز نہیں کہا۔ (فتح القدير ، كتاب الصوم)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

6 رجب المرجب 1444ء29جنوری2023ھ

کوئی مر جائے تو کہنا اللہ کو پیارا ہو گیا

سوال: مفتی صاحب کیا ہر ایک کے مرنے پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں اللہ کو پیارا ہو گیا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یہ حقیقت تو اللہ عزوجل ہی جانتا ہے کہ اللہ کا محبوب و پیارا کون ہے، البتہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب، پیارے و پسندیدہ بندوں کا ذکر فرمایا، تو ایسے نیک لوگوں کے لیے ہی اللہ کا پیارا ہونے کا لفظ استعمال کرنا چاہیے، اور نیک و بد کا امتیاز کیے بغیر ہر کس و ناکس کی طرف اللہ کا پیارا ہونے کی نسبت کرنے سے بچنا چاہیے، تاہم پھر بھی اگر کسی نے نیک لوگوں کے علاوہ کسی شخص کے مرنے پر یہ کہہ دیا کہ "فلاں اللہ عزوجل کو پیارا ہو گیا" تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں کیونکہ ہمارے ہاں یہ جملہ کسی کے مرنے کی خبر دینے کے لیے بھی بولا جاتا ہے کہ فلاں مر گیا ہے، اور اُردو لغت مثلاً فیروز اللغات، فرہنگ آصفیہ میں "اللہ کو پیارا ہونا" کا مطلب انتقال کرنا، مر جانا لکھا ہے۔

اللہ عزوجل کے چند محبوب، پیارے بندے جن کا تذکرہ قرآن میں آیا: "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ بیشک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔" "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ" بیشک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے، اور خوب ستھرا رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ حضور علیہ السلام کی اطاعت کرنے والوں سے فرمایا: "یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" اللہ تم سے محبت فرمائے گا۔ "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ" بیشک اللہ پرہیزگاروں سے محبت فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ بیشک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ" بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

16 رجب المرجب 1444ھ 08 فروری 2023ء

منبر کی سیڑھیاں کتنی ہوں؟

سوال: مفتی صاحب مسجد میں منبر کے کتنے سٹیپ ہونے چاہیے، کیا تین سے کم یا زیادہ کر سکتے ہیں؟
(سائل: محمد احسن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حضور علیہ السلام کے منبر مبارک کی تین سیڑھیاں تھیں، لہذا حضور علیہ السلام کے منبر کی موافقت میں تین سیڑھیاں ہونی چاہییں، اس سے کم نہ ہونی چاہییں، تاہم حاجت کے پیشِ نظر اس سے زائد کر سکتے ہیں البتہ بہتر یہ ہے کہ طاق عدد میں ہوں، چنانچہ فتاوی شامی میں ہے: " ومنبره صلى الله عليه وسلم كان ثلاث درج غير المسماة بالمستراح "یعنی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مقدس منبر کے تین زینے اس تخت کے علاوہ تھے جس پر بیٹھا جاتا ہے۔

[حاشية ابن عابدين ،كتاب الصلاة ، باب الجمعة]

فتاوی رضویہ میں اعلی حضرت علیہ الرحمتہ سے منبر کے ثبوت اور اسکی سیڑھیوں کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: منبر خود رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بنوایا اور اس پر خطبہ فرمایا... منبر اقدس کے تین زینے تھے علاوہ اوپر کے تختے کے جس پر بیٹھتے ہیں... بلندی منبر سے اصل مقصد یہ ہے کہ سب حاضرین خطیب کو دیکھیں اور اُس کی آواز سنیں جہاں یہ حاجت بسبب کثرت حضار و دوری صفوف تین زینوں میں پوری نہ ہو تو زینے زیادہ کرنے کا خود ہی اختیار ہے اور بہتر عدد طاق کی مراعات "فان الله وتر يحب الوتر "یعنی اللہ تعالی وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج8)

والله اعلم عزوجل ورسوله اعلم صلى الله عليه وآله وسلم

كتبـــــــــــــــه

ابو الحسن حافظ محمد حق نواز مدنی
1 رجب المرجب 1444ھ 24جنوری 2023ء